مسلسل اشاعت کے ۵۴ سال

ماہنامہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

لولاک

ملتان
معین

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

شمارہ: ۶ جلد: ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۳۷ اپریل 2016

حضرت صدیق اکبرؓ کی کرامت

چناب نگر... مسجد و مدرسہ اور مکانات وغیرہ کی تعمیرات

قرآنی قصوں کی اہمیت و افادیت

گلشنِ خطابت کے دو پھول

حضرۃ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ

قادیانیت کا مکروہ چہرہ

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ٦ ○ جلد: ٢٠

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ	مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
حضرت مولانا محمد عبد الرحمن میانویؒ	فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
[illegible]	[illegible]
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا عبد الرحیم اشعرؒ	پیر جی حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا عبد المجید لدھیانویؒ	حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ	حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبد الرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبد الرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

چناب نگر...... مسجد و مدرسہ اور مکانات وغیرہ کی تعمیرات	مولانا اللہ وسایا	03
مولانا محمد احمد لدھیانوی کی بالغ نظری کو سلام	// //	05
تعارف محاسبہ قادیانیت جلد نمبر:۳	// //	06
تعارف محاسبہ قادیانیت جلد نمبر:۴	// //	10

مقالات ومضامین

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ...... عقیدۂ ختم نبوت کے محافظ اوّل	مولانا محمد وسیم اسلم	15
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کرامت	مولانا زین العابدین اعظمی	18
اصحاب بدر کا اجمالی تعارف (قسط نمبر:10)	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	21
قرآنی قصوں کی اہمیت وافادیت	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ	23
تبلیغی جماعت کے بارے میں میرے مشاہدات (قسط نمبر:3)	حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر مدظلہ	27

شخصیات

گلشن خطابت کے دو پھول	مولانا اللہ وسایا	30
حضرت مولانا شمس الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ	مفتی سید حبیب اللہ شاہ	33
حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	محمد عبیدالرحمن الفت	37
تحفظ ختم نبوۃ کے مثالی سپوت، مولانا عبدالغنی شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ	شاہ عالم گورکھپوری دارالعلوم دیوبند	39

ردقادیانیت

ختم نبوت (قسط نمبر:2)	مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ	43
قادیانیت کا مکروہ چہرہ	بنت واجد	46
اسلامی عقائد کے محافظین اور ہماری ذمہ داریاں	مولانا شاہ عالم گورکھپوری	50

متفرقات

تبصرۂ کتب	ادارہ	53
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

کلمتہ الیوم

چناب نگر ...... مسجد و مدرسہ اور مکانات وغیرہ کی تعمیرات

اکتوبر ۲۰۱۵ء میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے موقعہ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ:

۱...... جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے نمازیان جمعہ کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ کئی صفیں باہر صحن میں بنتی ہیں۔ بوجہ دھوپ یا سردی باہر صحن میں نماز پڑھنا دشوار ہوتا ہے۔ اس لئے آدھے صحن کے حصہ پر چھت ڈال دی جائے اور اس کی چھت کا تعلق مسجد کے برآمدہ کی پہلی چھت سے جوڑ دیا جائے تاکہ اس حصہ کے نچلے اور اوپر کے حصہ میں نمازوں کی ادائیگی ہو سکے۔ اس سے اسی صحن میں مزید دس بارہ صفوں کی گنجائش نمازیان کے لئے نکل آئے گی۔ علاوہ ازیں چھت کے نیچے صحن کے حصہ میں حفظ کی کلاسیں یا مطالعہ و تکرار کے لئے سال کے ۹ ماہ اس کو استعمال میں لایا جا سکے گا۔ نیز یہ کہ چناب نگر سالانہ ختم نبوت کورس کے موقعہ پر پوری کلاس ایک ساتھ اس حصہ میں تعلیم حاصل کر سکے گی اور یہ کہ سال کے ۹ ماہ تک پانچوں نمازیں یہاں ادا ہو سکیں گی اور جمعہ کے لئے نمازیوں کی وقت بھی ختم ہو جائے گی اور اس کی چھت معتدل موسم میں مدرسہ کے طلباء کی تعلیم اور رات آرام کے لئے کام آ سکے گی۔

چنانچہ قریباً مسجد کے صحن کے آدھے حصہ کے تینوں اطراف کے باہر خوبصورت محرابوں کا ڈیزائن دے کر درمیان میں دو پلر کر کے چھت ڈالنے کے کام کا آغاز کیا گیا۔ اس وقت تک تینوں جانب محرابوں کا کام قریباً ہو گیا ہے۔ چھت تک یہ کام جوں ہی پہنچ گیا تو درمیان کے پلر کھڑے کر کے چھت کی تیاری شروع ہوگی۔ کوشش ہوگی کہ سالانہ ختم نبوت کورس سے قبل یہ کام مکمل ہو جائے۔ بڑے اہتمام سے کام جاری ہے۔ رفقاء دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مکمل کرا دیں۔ آمین!

اس کے مکمل ہو جانے پر صرف چھت کے نیچے بائیس صفیں بن سکیں گی۔ فللحمدللہ!

برآمدہ کے اوپر کے حصہ اور نئی چھت کے اوپر پندرہ صفیں بن سکیں گی۔ ہال کے اندر باہر چھت اور صحن، گویا پوری مسجد میں انچاس صفوں کی گنجائش ہو جائے گی۔ فللحمدللہ!

۲...... مجلس شوریٰ نے تعمیرات چناب نگر کے حوالہ سے دوسرا فیصلہ یہ فرمایا کہ مدرسہ ختم نبوت چناب نگر کے آج سے چالیس سال قبل بننے والے ابتدائی آٹھ کمرے جو گارڈر اور ٹی آر کی چھت والے تھے اور یہ کہ

ان کی چنائی بھی گارے کی تھی۔ اگر یہ چھت دوسری منزل قبول کر سکتی ہے تو ان پر دوسری منزل تعمیر کر لی جائے اور اگر پہلی منزل کی چھت دوسری منزل کو برداشت نہیں کر سکے گی تو دو منزلہ پورا یہ بلاک تعمیر کر لیا جائے۔ چنانچہ مجلس شوریٰ کے فیصلہ کی روشنی میں فیصل آباد کے بہت سینئر اور ماہر انجینئر جناب محترم خالد صاحب نے اس حصہ تعمیر کا معائنہ کرنے کے بعد رائے دی کہ پہلی منزل کی دیواریں دوبارہ سیمنٹ سے تعمیر کر کے اس پر لینٹر ڈالا جائے اور پھر اس پر دوسری منزل اسی طرح مکمل کی جائے۔

چنانچہ دس کمرے پہلی منزل اور دس کمرے اوپر کی منزل گویا بیس کمروں کے بلاک کا نیا نقشہ بنوایا گیا۔ پہلے کمرے گرا کر ان کا سارا ملبہ ہٹایا گیا پھر تعمیر شروع ہوئی۔ پہلی چھت ڈل گئی ہے۔ دوسری منزل کی چھت کی شٹرنگ کا کام شروع ہے۔ خوبصورت نقشہ تیار ہوا ہے۔ اوپر نیچے برآمدہ کی خوبصورت وخوشنما محرابیں دل لبھانے والی ہیں۔ بڑے اہتمام سے کام جاری ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ خیر وعافیت سے تکمیل کرادیں۔

۳...... مجلس شوریٰ نے تعمیرات چناب نگر کے حوالہ سے تیسرا یہ فیصلہ فرمایا کہ مسلم کالونی میں ایک صاحب خیر نے پانچ مرلہ کا پلاٹ مجلس کو عطیہ کیا۔ اس پر اساتذہ اور عملہ کے رہائشی مکانات دو منزلہ تعمیر کرنے کی اجازت دی گئی۔ الحمدللہ! اس کی دونوں منزلوں کی تعمیر مکمل ہوگئی۔ اب اس کی دوسری چھت پر پردہ، پلستر، بجلی، پانی، نکاسی، فرش اور رنگ وروغن کا کام باقی ہے۔ اس پر بھی کام جاری ہے۔ رفقاء دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ خیر کا معاملہ فرمائیں اور یہ جلد پایہ تکمیل کو پہنچے۔

۴...... مجلس شوریٰ نے اپنے اجلاس میں تعمیرات چناب نگر کے حوالہ سے چوتھا یہ فیصلہ فرمایا کہ ۳۳ مرلہ پر مشتمل عیدگاہ وجنازہ گاہ کا پلاٹ مدرسہ کے شرقی جانب ہے جو مجلس کے پاس ہے۔ اس پر بھی تعمیرات کا کام مکمل کر لیا جائے۔ چنانچہ 95x12 پر مشتمل ایک برآمدہ کی تعمیر کی گئی۔ مدرسہ کے ٹی آر اور گارڈر جو وہاں سے فارغ ہوئے ان کو اس چھت پر ڈال کر چھت ڈل گئی۔ مدرسہ کی پرانی بلڈنگ کا تمام ملبہ اس عمارت میں کام آگیا۔ عیدگاہ وجنازہ گاہ کا ہال بھی تیار ہو کر چھت پر پہنچ گیا ہے۔ برآمدہ میں تیس سے زائد طہارت خانے اور وضوخانہ بنانا ہے۔ چاردیواری ہوگئی ہے۔ اب فلش کی سیٹوں کی تنصیب، وضوخانہ کے پائپ، بجلی، نکاسی، پلستر، صحن وغیرہ کا کام باقی ہے۔

قارئین کرام! مجلس شوریٰ نے تعمیرات کے حوالہ سے چار فیصلے کئے، چاروں پر ایک ساتھ کام شروع ہوا۔ جو جاری وساری ہے۔ آپ اس کی بخیر وعافیت بسہولت تکمیل کے لئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔ امید ہے کہ یہ کام مکمل ہو جانے سے مزید کام کو وسعت دینے میں اور آسانی ہو جائے گی۔ اللہ رب العزت مزید برکتوں سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

مولانا محمد احمد لدھیانوی کی بالغ نظری کو سلام

جناب محمد جاوید قاسمی کے مضمون سود وزیاں سے بلاتبصرہ اقتباس:

''اسی طرح کی ایک اور خبر جھنگ سے ہمارے سامنے آئی ہے جہاں اہل سنت والجماعت پاکستان کے سرپرست اعلیٰ مولانا احمد لدھیانوی نے اپنے دیرینہ حریفوں کے ساتھ ایک بیٹھک کی ہے۔جس پر حیرت، تعجب اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سامنے آرہے ہیں۔اگرچہ یہ ایک محدود وعلاقائی اتحاد ہے۔لیکن اہل سنت والجماعت کی پالیسی میں ایک بڑا بریک تھرو ہے۔مولانا لدھیانوی ایک باحوصلہ وسیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والے لیڈر ثابت ہوئے ہیں جنہوں نے اتنے مشکل حالات میں بھی اپنے آپ کو قومی دھارے میں شامل کر رکھا ہے۔لیکن وہ جماعت کے آبائی حلقے میں خاصے کمزور تھے۔یہ ایک کڑوا مگر کھرا سچ ہے کہ وہ مولانا اعظم طارقؒ کی شہادت کے بعد یکے بعد دیگرے تین بار اسی سیٹ سے ہار چکے ہیں جو مولانا اعظم طارقؒ نے جیل میں بیٹھ کر بھی نہیں ہاری تھی۔حالیہ فیصلے سے مولانا لدھیانوی اپنی ساکھ بحال کرنے کے لئے حق بجانب نظر آتے ہیں۔جھنگ سے سابق وفاقی وزیر شیخ وقاص اکرم ان کے دیرینہ حریف ہیں جنہوں نے ملکی سطح پر مولانا لدھیانوی کی جماعت کو کافی بدنام کیا ہے۔

حالیہ بلدیاتی الیکشن میں مولانا لدھیانوی نے راہ حق پارٹی کے ٹکٹ پر حصہ لیا اور اپنی جماعت کے حمایت یافتہ شیخ یعقوب کے اتحاد سے ۲۰ کے قریب نشستیں جیتیں۔چھ نشستیں شیخ یعقوب گروپ نے جیتیں۔ جماعت کے حمایت یافتہ آزاد امیدواروں کو ملا کر اس وقت یہ گروپ جھنگ کی چیئرمین شپ کے لئے کافی مضبوط نظر آرہا ہے۔شیخ یعقوب ن لیگ کے سابق رکن صوبائی اسمبلی، پرانے لیگی اور حال ہی میں نااہل ہو جانے والی پارلیمانی سیکرٹری راشدہ یعقوب کے خاوند ہیں جن کی جھنگ میں خدمات مثالی ہیں۔یہ اپنے آپ کو مولانا اعظم طارق کا تربیت یافتہ کہتے ہیں۔یہ مولانا کی شہادت کے بعد ۲۰۰۸ء کے الیکشن میں اہل سنت والجماعت کی حمایت سے ن لیگ کے رکن صوبائی اسمبلی منتخب ہوئے۔بعدازاں جماعت سے اختلاف کی بنیاد پر ۲۰۱۳ء کا الیکشن علیحدہ لڑا۔شہر میں شیخ وقاص اکرم گروپ سے اختلاف کی بنیاد پر بلدیاتی الیکشن میں مولانا لدھیانوی کے خاموش سپورٹر تھے۔شیخ یعقوب نے دو روز قبل اپنے آفس میں جھنگ کے مضبوط دھڑوں، سلطان باہو گروپ، مہر اسلم بھروانہ گروپ، سابق وزیر داخلہ فیصل صالح حیات گروپ اور مولانا لدھیانوی کو اکٹھا کیا اور ضلعی چیئرمین شپ کے لئے اپنی طاقت شو کی ہے۔جہاں مولانا لدھیانوی اپنے نظریاتی حریف فیصل صالح حیات کے بھائی اسد حیات کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے نظر آتے ہیں جس کے بعد بعض لوگ اس مغالطے کا شکار ہوگئے کہ مولانا لدھیانوی نے جماعتی مشن سے انحراف کیا ہے۔حالانکہ یہ بات صحیح نہیں۔مولانا لدھیانوی دراصل شیخ وقاص گروپ کو چیئرمین شپ پر نہیں دیکھنا چاہتے۔اس لئے

انہوں نے یہ بڑا فیصلہ کیا۔ دراصل یہ مذہبی قائدین کی بالغ نظری وسیاسی فہم وفراست ہے جو وقت کی ضرورت بھی ہے۔ ملکی سطح پر بھی ہمیں ایسے ہی رویوں کی ضرورت ہے اور ایک دوسرے کو مطعون کرنے کی بجائے آگے بڑھنے کا وقت ہے۔ اس وقت لوگ ایک اور بڑے اتحاد کی توقع کر رہے ہیں۔“

(بشکریہ: روزنامہ اسلام، مورخہ ۲۲رجنوری ۲۰۱۶ء)

تعارف محاسبہ قادیانیت جلد نمبر:۳

محض اللہ رب العزت کے فضل وکرم اور احسان سے ”محاسبہ قادیانیت“ کی جلد ”سوم“ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کی ہے۔ اس میں جو کتب شامل اشاعت ہیں ان کی تفصیل اس طرح ہے:

۱...... جناب راؤ شمشیر علی خان صاحبؒ قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے متوسلین میں سے تھے۔ آپ نے تقسیم ہند کے بعد برطانیہ میں رہائش اختیار کی۔ برطانیہ کے شہر ہڈرسفیلڈ میں انہوں نے ایک ادارہ قائم کیا، جس کا نام ”انٹرنیشنل تبلیغی اسلامی مشن“ رکھا۔ ان کی دعوت پر ہمارے استاذ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ نے انگلستان کا دوسالہ تبلیغی دورہ بھی کیا۔ جناب راؤ صاحب ایک مشنری آدمی تھے۔ مختلف رسائل شائع کئے۔ دینی تعلیم تو شاید واجبی سی تھی، البتہ اپنے وقت کے مقتدر مذہبی رہنماؤں سے ملاقاتوں نے ان کو دینی تبلیغ کا دلدادہ بنادیا تھا۔ قادیانیت کے خلاف انہوں نے رسالہ لکھا جس کا نام ”برطانوی مچھر“ تجویز کیا اور برطانیہ سے اسے شائع کیا۔

۲...... جناب عبدالباسط صاحب ایڈووکیٹ لاہور نے ۴رفروری ۱۹۹۸ء کو سپریم کورٹ میں ایک رٹ دائر کی۔ اس کی تفصیلات پر مشتمل ”انسداد مرزائیت“ کے نام سے کتاب مرتب کی۔ محض ریکارڈ کے لئے محاسبہ کی جلد سوم میں شامل اشاعت ہے، اور بس۔

۳...... جناب وقار حسین طاہر محلہ کال پورہ گجرات کے رہائشی تھے۔ آپ نے قادیانیت کے خلاف کتاب لکھی جس کا نام ”مکہ سے قادیان کو“ تجویز کیا۔ یہ ۱۳۸۲ھ میں شائع کی۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے اس پر دعائیہ کلمات بھی تحریر کئے۔ نصف صدی کے بعد اسے دوبارہ شائع کیا گیا ہے۔

۴...... ایک مسلمان خاتون ”عابدہ سلطانہ“ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے شباب کے زمانہ میں ”احمدیت کیا ہے؟ اور احمدیوں کو کیوں اقلیت قرار دیا جائے؟“ کے نام سے یہ پمفلٹ شائع کیا، جسے محاسبہ قادیانیت کی جلد سوم میں شامل اشاعت کیا گیا ہے۔

۵...... حکیم عبدالعزیز صاحب چشتی تھے جو پاکپتن میں رہتے تھے۔ ۱۹۲۵ء میں ”در تحقیق مرض مالیخولیا مسیح قادیانی، یعنی درددل بعجائبات طب“ کتاب شائع کی۔ غیرضروری حصوں کو حذف کرنے کے بعد اسے محاسبہ قادیانیت کی جلد سوم میں شائع کیا گیا ہے۔

۶...... جناب رحمت اللہ میراں بخش لدھیانوی نے کراچی سے ۱۹۳۱ء میں ’’الدفع لتلبیسات الملحدین ‘‘شائع کر کے قادیانی سوالوں کے جوابات دیئے۔ اس پمفلٹ پر سلسلہ ٹریکٹ نمبر۲ درج ہے۔ اوّل نہ مل سکا۔ چو راسی سال بعد محاسبہ قادیانیت کی جلد سوم میں اسے دوبارہ شائع کیا گیا ہے۔

۷...... ایک صاحب نے ’’خاتم النّبیین، ایک دلچسپ مذہبی مکالمہ‘‘ کے نام سے کتابچہ تحریر کیا جو محاسبہ قادیانیت کی جلد سوم میں شامل اشاعت کیا گیا۔ ٹائٹل نہ ہونے کے باعث مصنف اور تاریخ اشاعت کا علم نہ ہوسکا۔

۸...... مولانا محمد حسین سرحدی، فاضل دارالعلوم دیوبند سیالکوٹ میں خطیب اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم عمومی رہے۔ بہت بڑے فقیہہ تھے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے اوائل میں آپ نے رسالہ تحریر کیا جس کا نام تھا ’’کلمۂ حق‘‘ یہ نمبر۳ ہے۔ نمبر۱،۲ نہ مل سکے۔ اس رسالہ کے تعارف میں بتایا کہ ’’حکومت پاکستان کو ازروئے عدل وانصاف اور تعلیمات مرزائیہ، مرزائیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دینا لازمی ہے۔ اس پر ہمارے مخدوم علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کی تقریظ بھی ہے۔ آپ ان دنوں مرے کالج سیالکوٹ میں پروفیسر تھے۔ یہ رسالہ بھی محاسبہ قادیانیت کی جلد سوم میں شامل اشاعت ہے۔‘‘

۹...... مجلس احرار اسلام لاہور کے جناب سلطان صاحب خوب ذہین اور مستعد ورکر تھے۔ ان کے نام سے ’’قادیانیوں کی عریاں تصویریں‘‘ نامی کتاب شائع ہوئی جو محاسبہ قادیانیت کی جلد سوم میں شامل ہے۔

۱۰...... جناب ڈاکٹر سبطین لکھنوی اہل حدیث رہنما تھے۔ پان کے رسیا اور قلم وقرطاس کے خوگر تھے۔ تقسیم کے بعد تھرپارکر سندھ میں رہائش رکھی۔ عرصہ تک ہفت روزہ ’’المنبر ‘‘ لائل پور کے ادارتی عملہ میں شامل رہے۔ جو حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف مرحوم کی زیرادارت شائع ہوتا تھا۔ تب ڈاکٹر سبطین صاحب نے ’’قادیانیت ۱۹۷۴ء سے ۱۹۸۴ء تک‘‘ کے نام پر پمفلٹ شائع کیا جو نبی سررو ڈ تھرپارکر یکم رمئی ۱۹۸۵ء کو شائع کیا گیا۔ محاسبہ قادیانیت کی جلد سوم میں اسے بھی شامل کیا گیا ہے۔

۱۱...... جناب مولانا محمد عثمان الوری جمعیۃ علماء اسلام کراچی کے ممتاز سرگرم رہنما تھے۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے والہانہ جذبہ قدرت نے ان کو ودیعت فرمایا تھا۔ آپ نے جنوری ۱۹۸۸ء میں کراچی ’’عقیدہ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت‘‘ کے نام سے کتابچہ شائع کیا تھا جو محاسبہ قادیانیت کی جلد سوم میں شامل اشاعت ہے۔

۱۲...... مولانا عبدالمتین صاحب جھنگی سرحد کے باسی تھے۔ مولانا عبدالتواب اہل حدیث ملتان کے شاگرد اوران کے مدرسہ کے مدرس تھے۔ ’’قادیان کا راز کھل گیا‘‘ نامی پمفلٹ شائع کیا۔ سولہ صفحاتی رسالہ میں مختصر سات مسائل پر قلم اٹھایا ہے۔ یہ محاسبہ قادیانیت کی جلد سوم میں شامل اشاعت ہے۔

۱۳...... مولانا غلام محمد گھوٹویؒ شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور اپنے دور کے اجل علماء کرام میں سے تھے۔ مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی صحبت نے آپ کو علم وعمل کا درخشاں عنوان بنادیا تھا۔ آپ نے مقدمہ بہاولپور میں

قادیانیوں کے خلاف بیان دیا تھا جو’’البیان الساطع ‘‘ کے نام پر شائع ہوا تھا۔ جو محاسبہ قادیانیت کی جلد سوم میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

۱۴…… حضرت مولانا محمد نجم الدین پروفیسر اورینٹل کالج لاہور ایسے فاضل یگانہ کا بہاول پور مقدمہ میں قادیانیوں کے خلاف بیان ہوا تھا جو’’البیان المبین ‘‘ کے نام پر شائع ہوا تھا جسے ہم نے محاسبہ قادیانیت کی جلد سوم میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

۱۵…… مولانا محمد حسین ابی القاسم کولوتارڑوی اہل حدیث مکتب فکر کے جید عالم دین اور ممتاز مناظر تھے۔ آپ نے مقدمہ بہاول پور میں قادیانیوں کے خلاف عدالت میں بیان دیا تھا جو’’البیان العاصم ‘‘ کے نام پر شائع ہوا تھا۔ محاسبہ قادیانیت کی جلد سوم میں ہم نے شامل اشاعت کی سعادت حاصل کی ہے۔

یادرہے کہ اس عدالت میں مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کا بیان ہم نے احتساب قادیانیت کی جلد نمبر۴ میں شائع کیا۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا بیان احتساب قادیانیت ج ۱۳ اور مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری کا عدالتی بیان احتساب قادیانیت کی جلد ۱۰ میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کرچکے ہیں۔

۱۶…… حکیم محمد صدیق تارڑ مرید کے ضلع شیخوپورہ جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز رہنما تھے۔’’آسمانی نکاح‘‘ کے نام پر قادیانیوں کے خلاف آپ کا رسالہ محاسبہ قادیانیت جلد سوم میں شامل اشاعت ہے۔

۱۷…… جناب فتح محمد صاحب سکنہ وزیراورکاں ضلع شیخوپورہ کے رہائشی تھے۔ آپ نے’’ندائے حق‘‘ کے نام سے قادیانیوں کے خلاف عام فہم پمفلٹ لکھا جو محاسبہ قادیانیت کی جلد سوم میں شامل اشاعت ہے۔

۱۸…… مولانا سلطان احمد سیالوی، خطیب جامع میاں جان محمد صدر چھاؤنی لاہور نے’’قصر مرزائیت پر ایک……، قادیانی فتنہ کے نقوش باطلہ‘‘ نامی پمفلٹ تحریر کیا۔ جو محاسبہ قادیانیت کی جلد سوم میں شامل ہے۔

۱۹…… مولانا ممتاز احمد ادارہ معارف اسلامی کراچی نے قادیانی لاٹ پادری چوہدری ظفر اللہ خان کے خلاف ایک مضمون لکھا:’’سر ظفر اللہ جواب دیں، آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں قادیانیوں کا رول‘‘ جسے پمفلٹ کی شکل میں مجلس احرار اسلام راولپنڈی نے شائع کیا۔

۲۰…… جناب ڈاکٹر احمد حسین کمال ایک کہنہ مشق صحافی تھے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے ترجمان’’ترجمان اسلام‘‘ کے ایڈیٹر بھی رہے۔ آپ نے’’مسئلہ کشمیر اور مرزائی‘‘ ایک مضمون لکھا جو’’ترجمان اسلام‘‘ لاہور ۸؍مارچ ۱۹۶۸ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ جسے مجلس احرار اسلام راولپنڈی نے پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا۔ یہ دونوں پمفلٹ بھی محاسبہ قادیانیت جلد سوم میں شریک اشاعت ہیں۔

۲۱…… جناب مولانا اختر کاشمیری جامعہ اشرفیہ لاہور کے فاضل تھے۔ پہلے لاہور میں ہوتے تھے۔ خوب لکھاری آدمی تھے۔ کسی زمانہ میں مولانا زاہد الراشدی، مولانا سعید الرحمن علوی اور جناب اختر کاشمیری

ہمارے حلقہ کی طرف سے رسائل وجرائد میں نمائندگی فرمایا کرتے تھے۔ جناب علوی صاحب آخرت کو سدھار گئے جب کہ اختر کاشمیری امریکہ روانہ شد۔ ہمارے حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہ جو اب بھی میدان عمل میں بڑھاپے کے باوجود سرگرم عمل ہیں۔ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ کے قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کے بعد ''قادیانیوں کو دعوت اسلام'' کے نام پر جناب اختر کاشمیری نے ۲۷ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ تحریر کیا۔ جو محاسبہ قادیانیت کی جلد سوم میں شامل ہے۔

۲۲...... جناب قاضی محمد حفیظ اللہ صاحب پی.بی.ایس ریٹائرڈ نے قادیانیوں سے سات سوال پر مشتمل رسالہ لکھا جس کا نام ہے ''احمدی حضرات سے سات سوال'' یہ بھی محاسبہ قادیانیت کی جلد سوم میں شامل ہے۔

غرض یہ کہ ''محاسبہ قادیانیت'' کی جلد سوم میں بائیس حضرات کے بائیس کتب ورسائل شامل اشاعت ہیں۔

۱......	جناب راؤ شمشیر علی خان	کا	۱ رسالہ
۲......	جناب عبدالباسط ایڈووکیٹ	کا	۱ رسالہ
۳......	جناب وقار حسین طاہر	کا	۱ رسالہ
۴......	محترمہ عابدہ سلطانہ	کا	۱ رسالہ
۵......	جناب حکیم عبدالعزیز چشتی	کا	۱ رسالہ
۶......	جناب رحمت اللہ میراں بخش لدھیانوی	کا	۱ رسالہ
۷......	نامعلوم الاسم	کا	۱ رسالہ
۸......	حضرت مولانا محمد حسین سرحدی فاضل دیوبند	کا	۱ رسالہ
۹......	جناب سلطان صاحب لاہوری	کا	۱ رسالہ
۱۰......	جناب ڈاکٹر سبطین لکھنوی	کا	۱ رسالہ
۱۱......	مولانا محمد عثمان الوری	کا	۱ رسالہ
۱۲......	مولانا ابوزرین عبدالمتین جھنگی	کا	۱ رسالہ
۱۳......	حضرت مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی	کا	۱ رسالہ
۱۴......	حضرت مولانا محمد نجم الدین پروفیسر	کا	۱ رسالہ
۱۵......	حضرت مولانا محمد حسین کولوتارڑوی	کا	۱ رسالہ
۱۶......	جناب حکیم محمد صدیق تارڑ	کا	۱ رسالہ
۱۷......	جناب فتح محمد وزیراورکاں	کا	۱ رسالہ

۱۸...... مولانا سلطان احمد فاروقی سیالوی	کا	۱	رسالہ
۱۹...... مولانا ممتاز احمد کراچی	کا	۱	رسالہ
۲۰...... جناب ڈاکٹر احمد حسین کمال	کا	۱	رسالہ
۲۱...... جناب اختر کاشمیری	کا	۱	رسالہ
۲۲...... جناب قاضی محمد حفیظ اللہ پی.سی.ایس	کا	۱	رسالہ
گویا کل بائیس حضرات	کے	۲۲	رسائل

محاسبہ قادیانیت کی جلد سوم میں شامل ہیں۔ اللہ رب العزت محض اپنے فضل وکرم سے اس حقیر سی کاوش کوشرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم!

تعارف محاسبہ قادیانیت جلد نمبر:۴

لیجئے! محض اللہ رب العزت کے فضل واحسان سے ''محاسبہ قادیانیت'' کی چوتھی جلد بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کردی ہے۔

✿...... جناب کے.ایم سلیم صاحب راولپنڈی کے رہنے والے حضرت تھانویؒ کے حلقہ سے تعلق تھا۔ خاندانی نواب تھے۔ تصوف کی لائن اختیار کی تو نوابی کو بھی مشرف بہ سنت نبوی کردیا۔ زہے نصیب۔ خوب پڑھے لکھے آدمی تھے۔ ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سے محبت بھرا تعلق تھا۔ چنانچہ آپ نے ختم نبوت کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ حضرت لدھیانویؒ کی ردقادیانیت پر تصانیف کے انگلش سے تراجم کئے۔ قومی اسمبلی کی کارروائی کی جو کاپی افریقی سفر سے ملی اس کی تمام فائلوں پر انگریزی کو اردو کے سانچہ میں آپ نے ڈھالا تھا۔ قادیانی گروہ کے چیف گرو مرزاطاہر نے مباہلہ کا چیلنج دیا تو جناب کے.ایم.سلیم صاحب نے ''بوم نامہ'' کے نام پر مباہلہ کا جواب تحریر فرمایا۔ مکمل نام ہے: مرزاطاہر قادیانی کی تحریر مباہلہ کے جواب میں ''بوم نامہ'' مرزاطاہر (پوتا) اور مرزاغلام احمد (دادا) کے ارشادات میں دلچسپ تقابل، اورٹائٹل پر فارسی میں یہ تعارف تحریر فرمایا۔

''مقام حیرت است کہ بوم بزرگ چہ آواز کردہ بود واکنوں چغ بچہ اش چہ سرائید بنابریں مناسبت ایں کتابچہ موسوم بہ ''بوم نامہ'' کہ فرمودات ہردومہتر وکہتر احاطہ می کند دال است بر ضلالت خوانوادہ گم گشتہ ایشاں۔ واللہ الموفق'' یہ پمفلٹ محاسبہ قادیانیت کی جلد چہارم میں شامل اشاعت ہے۔

✿...... مولانا عبدالکریم مباہلہ نے چھوٹے بڑے کئی رسائل وپمفلٹ قادیانی گروہ کے رد میں تحریر فرمائے۔ جو جیسے ملتے رہے احتساب قادیانیت میں ہم شائع کرتے رہے۔ اب ان کا چارورقی ایک اور

رسالہ ملا ہے۔ ’’ایک ظالمانہ وسفاکانہ قتل اور خلیفہ قادیان‘‘ مؤلف رسالہ مولانا عبدالکریم مباہلہ قادیانیت ترک کر کے اسلام لائے۔ مرزامحمود کے کرتوت الم نشرح کرنے شروع کئے۔ مرزامحمود ان کی جان کا دشمن ہوگیا۔ محمد علی سرحدی قادیانی کو مولانا عبدالکریم مباہلہ کے قتل کے لئے مامور کیا۔ اس نے حملہ کیا۔ مولانا عبدالکریم مباہلہ کے ہمراہی حاجی محمد حسین بے دردی سے شہید کر دیئے گئے۔ یہ واقعہ ۳۰؍اپریل ۱۹۳۰ء کو پیش آیا۔ کیس چلا، مرزامحمود نے سر کی چوٹی سے پاؤں کے تلوے تک کا زور لگا کر قاتل کو بچانا چاہا۔ مگر وہ گورداسپور میں پھانسی پر لٹک گیا اور قادیان میں مرزامحمود کی زبان لٹک گئی۔ مرزامحمود نے قاتل محمد علی کی وکالت پر جھوٹا بیان دیا۔ جسے مولانا عبدالکریم مباہلہ نے چیلنج کیا۔ اسی چیلنج کی تفصیل یہ رسالہ ہے۔ جو محاسبہ کی اس چوتھی جلد میں شریک اشاعت ہے۔

✿...... مولانا محمد اسماعیل ثانی نے ۱۳۱۴ھ میں ’’نشان محمدی کلاں‘‘ کے نام سے پنجابی میں ایک کتاب دربیان نصاریٰ، ورد آریہ ورد شرک ودربیان رد مرزا قادیانی شائع کی۔ جو مطبع محمدی لاہور سے شائع ہوئی۔ رد قادیانیت کا حصہ اصل کتاب کے ص۳۰ سے شروع ہوکر ص۴۰ پر ختم ہوتا ہے۔ کتاب کا ایڈیشن ثانی ۸۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس سے ہم نے رد قادیانیت کا دس صفحات کا حصہ لے کر محاسبہ کی اس چوتھی جلد میں شامل اشاعت کیا ہے۔

✿...... جناب سیف الرحمن خان نذیر جامع اہل حدیث چک ۲۲۷ گ.ب تحصیل سمندری کے تھے۔ انہوں نے فروری ۱۹۵۵ء میں قادیانیوں کے رد میں رسالہ تحریر فرمایا۔ جس کا نام ’’مرزا قادیانی کی عملی زندگی‘‘ رکھا۔ اس جلد میں وہ بھی شامل ہے۔

✿...... مولانا مشتاق احمد انبٹھوی نے ۱۳۱۴ھ میں ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام ’’التقریر الفصیح فی تحقیق نزول المسیح‘‘ ہے۔ ایک سوتیس سال بعد دوبارہ اس جلد میں شریک اشاعت ہے۔

✿...... جناب منظور احمد بھٹی نے لاہور سرکلر روڈ پر ادارہ ملیہ قائم کیا۔ ’’حقیقت مرزائیت‘‘ (قادیانی لٹریچر کے آئینہ میں) پمفلٹ شائع کیا جو اس جلد میں شامل کیا ہے۔

✿...... مولانا محمد مدنی نے ایک رسالہ ’’مرزائی کافر کیوں؟‘‘ تحریر فرمایا جسے انجمن تبلیغ اسلام جامع مسجد محمدی (رونٹی والی) گجرات نے شائع کیا۔ اس جلد میں وہ بھی شامل ہے۔

✿...... جناب امجد القادری صاحب نے ایک رسالہ بنام ’’مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا عقیدہ ختم نبوت‘‘ تحریر فرمایا جو مکتبہ اخوان محلہ عثمان آباد چکوال سے شائع ہوا۔ یہ فروری ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔ اب محاسبہ کی جلد چہارم میں شریک اشاعت کیا ہے۔

✿...... جناب محمد اسماعیل آزاد (ایم اے) نے ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ ’’مرزائیوں کا المیہ‘‘ (علامہ اقبال کے مقالہ کی روشنی میں) اسے بھی جلد چہارم میں سمویا گیا ہے۔

⚙...... لاہور سے عرصہ ہوا ایک رسالہ شائع ہوا تھا۔ ’’مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں اور ان کے متعلق خدائی فیصلے‘‘ اس میں (۱) عبداللہ آتھم۔ (۲) ڈاکٹر عبدالحکیم۔ (۳) مولانا ثناء اللہ امرتسری۔ (۴) محمدی بیگم سے متعلق مرزا کی چار پیش گوئیوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس جلد میں یہ رسالہ بھی شامل اشاعت ہے۔ یہ رسالہ میرے استاذ محترم مولانا لال حسین اخترؒ کا مرتب کردہ ہے۔ جو جلد چہارم میں شامل اشاعت ہے۔

⚙...... جناب رائے محمد کمال صاحب نے فروری ۱۹۸۹ء میں ’’قادیانی امت اور پاکستان‘‘ کے نام سے کتاب مرتب فرمائی جو مکتبہ ضیاء القرآن لاہور سے شائع ہوئی۔ محاسبہ کی اس جلد میں اسے بھی شامل کیا ہے۔

⚙...... مولانا محمد اللہ داد صاحب مدرسہ حقانیہ عربیہ اسلامیہ میلسی ضلع ملتان میں مدرس ہوتے تھے۔ آپ نے رسالہ تحریر فرمایا۔ ’’الاحسان والکرم...... بیان قادیانی دھرم‘‘ المسمّٰی بہ ’’کڑک آسمانی...... بر دجال قادیانی‘‘ اسے محاسبہ کی اس چوتھی جلد میں شائع کر رہے ہیں۔ یہ کتابچہ یکم راگست ۱۹۳۵ء کو پہلی بار شائع ہوا تھا۔ اکیاسی سال بعد دوبارہ جلد چہارم میں شامل اشاعت ہے۔

⚙...... مولانا قاضی عبدالاحد خان پوری (وفات ۸ر دسمبر ۱۹۲۸ء) ہری پور ضلع میں ایک معروف قدیمی قصبہ ’’خان پور‘‘ ہے۔ اس میں اہل حدیث مکتب فکر کے اہل علم کا قاضی خاندان ہے۔ اس کے ایک فرد مولانا عبدالاحد خانپوریؒ تھے۔ آپ نے ردقادیانیت پر متعدد رسائل تحریر فرمائے۔ ہمیں ان میں سے صرف تین رسائل ملے۔

۱...... ’’اظہار مخادعت مسیلمہ قادیانی بجواب اشتہار مصالحت پولس ثانی، الملقب بہ، کشف الغشاء عن ابصار الاعمیٰ ‘‘مرزا قادیانی نے ’’الصلح خیر ‘‘کے نام پر ایک اشتہار ۵ر مارچ ۱۹۰۱ء کو شائع کیا جس کا جواب یہ کتابچہ ہے۔ ۱۹۰۱ء کے بعد اب ۲۰۱۶ء میں اس کی اشاعت پر ہمیں کتنی خوشی ہوگی کوئی بندۂ خدا اس کا اندازہ کر سکتا ہے؟ فللحمدللہ!

۲...... ’’السیف المسلول فی نحر شاتم الرسول ‘‘ الملقب بہ ’’سوط الابرار علیٰ معن الاشرار ‘‘راولپنڈی کے قادیانیوں کے اشتہار کے جواب میں مولانا عبدالاحد نے یہ رسالہ تحریر کیا۔

۳...... رسالہ ’’عجالہ المسمّٰی بہ اغاثۃ الملہوف المسجون فی مصائد القادیانی المجنون ‘‘ الملقب بہ ’’الفتح المبین علیٰ معتقدی المہین ‘‘یاد رہے کہ مولانا قاضی عبدالاحد خانپوریؒ مولانا عبداللہ غزنوی کے شاگرد رشید تھے۔ مولانا عبداللہ صاحب غزنوی کے صاحبزادہ مولانا عبدالواحد غزنویؒ سے ایک قادیانی نے تحریراً چند سوالات پوچھے۔ چنانچہ مولانا عبدالواحد غزنوی نے یہ سوالات اپنے والد گرامی مولانا عبداللہ غزنویؒ کے شاگرد رشید مولانا عبدالاحد خانپوری کو جواب کے لئے ارسال فرمائے۔ آپ نے ان کا جواب تحریر فرمایا تو یہ کتاب تیار ہوگئی۔ یہ تینوں رسائل محاسبہ کی اس چوتھی جلد میں شامل اشاعت ہیں۔ مولانا محمد اسحق بھٹی مرحوم نے اپنی کتاب چمنستان حدیث میں مولانا قاضی عبدالاحد

خانپوری کے احوال بیان کرتے ہوئے ''تذکرہ علماء خانپور'' کے حوالہ سے قاضی صاحب کے ردقادیانیت پر رسائل کی تعداد چار لکھی ہے۔ ہمیں یہ تین ملے۔ بھٹی صاحب نے افسوس کہ رسائل کے نام نہیں لکھے۔ ورنہ تلاش سے شاید اس کو بھی پالیتے۔ چلیں اس میں خیر ہوگی۔

۞...... جناب میر عباس علی لدھیانویؒ سرکاری ملازم تھے۔ مرزا قادیانی کے نہ صرف دجل کا شکار ہوئے بلکہ اس کے ہم پیالہ وہم نوالہ ہوگئے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے ص۷۹۰، خزائن ج۳ ص۵۲۸ پر ان کے متعلق اپنا الہام شائع کیا۔ ''اصلها ثابت وفرعها فی السماء'' بعد میں میر عباس علی لدھیانویؒ کو اللہ رب العزت نے ہدایت دی اور یہ مرزا قادیانی پر چار حرف بھیج کر مسلمان ہوگئے۔ مرزا قادیانی کا ایک گرویدہ بدنصیب قادیانی جس کا نام میاں ''افتخار احمد'' تھا۔ اس کے نام میر عباس علی لدھیانویؒ نے ۱۰؍جنوری ۱۸۹۲ء کو خط لکھا۔ اس کا نام رکھا ''نیازنامہ میر عباس علی صوفی لدھیانوی بجانب میاں افتخار احمد حواری مرزا غلام احمد قادیانی'' پھر اسے شائع کردیا۔ ایک سوچوبیس سال بعد دوبارہ محاسبہ کی جلد چہارم میں ہم نے شائع کیا ہے۔

۞...... مولانا سید محمد عبداللہ افضل پوری عظیم آبادی نے دسمبر۱۹۱۴ء میں ایک کتاب ردقادیانیت پر تحریر فرمائی۔ ہوا یہ کہ پشاور کے ایک قادیانی میر قاسم علی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام رکھا ''النبوۃ فی خیر الامۃ'' اس کے جواب میں مولانا سید محمد عبداللہ نے کتاب تحریر فرمائی۔ ''الخلافۃ فی خیر الامۃ رداً علیٰ النبوۃ فی خیر الامۃ'' ایک سودوسال بعد دوبارہ محاسبہ کی جلد چہارم میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

۞...... مولانا سید حافظ عطاء المحسن شاہ بخاریؒ (وفات:۱۱؍نومبر ۱۹۹۹ء) ہمارے مخدوم حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ بیک وقت حافظ، قاری، عالم، ادیب وخطیب، شاعر اور صحافی تھے۔ آپ نے ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان اور اخبار ''خبریں'' ملتان میں ردقادیانیت پر چھ مضامین تحریر کئے۔ جنہیں جناب سید محمد کفیل شاہ بخاری نے ''مضامین ختم نبوت'' کے نام سے شائع کردیا۔ جسے ہم حوالہ جات کی تخریج کے ساتھ محاسبہ کی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

غرض یہ کہ ''محاسبہ قادیانیت'' کی جلد ہذا (۴) میں:

۱...... جناب کے. ایم سلیم راولپنڈی	کا	۱	رسالہ
۲...... مولانا عبدالکریم مباہلہ	کا	۱	رسالہ
۳...... مولانا محمد اسماعیل ثانی	کا	۱	رسالہ
۴...... جناب سیف الرحمن خان نذیر	کا	۱	رسالہ

۵...... مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی	کا	۱	رسالہ
۶...... جناب منظور احمد بھٹی	کا	۱	رسالہ
۷...... مولانا محمد مدنی	کا	۱	رسالہ
۸...... جناب امجد القادری	کا	۱	رسالہ
۹...... جناب محمد اسماعیل آزاد ایم.اے	کا	۱	رسالہ
۱۰...... حضرت مولانا لال حسین اخترؒ	کا	۱	رسالہ
۱۱...... جناب رائے محمد کمال	کا	۱	رسالہ
۱۲...... مولانا محمد اللہ داد	کا	۱	رسالہ
۱۳...... مولانا قاضی عبدالاحد خانپوری	کے	۳	رسائل
۱۴...... جناب میر عباس علی صوفی لدھیانویؒ	کا	۱	رسالہ
۱۵...... مولانا سید محمد عبداللہ افضل پوری عظیم آبادی	کا	۱	رسالہ
۱۶...... مولانا سید عطاء المحسن شاہ بخاریؒ	کا	۱	رسالہ
گویا سولہ حضرات کے	کل	۱۸	رسائل وکتب

محاسبہ قادیانیت کی جلد چہارم میں شامل اشاعت ہیں۔ اللہ رب العزت قبول فرمائیں۔ آمین!

مبلغین ختم نبوت اور جماعتی رفقاء سے ضروری درخواست

آپ کے ہاتھوں میں ماہنامہ لولاک کا شمارہ ماہ جمادی الثانی کا ہے۔ ایک ماہ (رجب) کے بعد اوائل شعبان میں سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر شروع ہوتا ہے۔ آپ نے اس کے لئے کتنی تیاری کر لی ہے؟ تمام مدارس کے حضرات سے رابطہ کر کے ایک ترتیب کے ساتھ نئے جذبہ و محنت سے شرکاء کورس کی فہرستیں تیار کریں۔ گزشتہ سال جھنگ، رحیم یار خان، ساہیوال، پاکپتن، منڈی بہاؤالدین، گجرات، سیالکوٹ، گوجرانولہ، راولپنڈی ایسے کئی اضلاع سے تعداد مایوس کن تھی۔ جماعتی رفقاء اور مبلغین حضرات سرتوڑ کوشش کریں۔ مدارس کا دورہ کریں۔ فہرستیں تیار کریں۔ ان سے بار بار رابطہ رکھیں اور بھرپور تعداد میں کورس کے شرکاء کی حاضری کو یقینی بنائیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔ اسی طرح سہ سالہ رکنیت سازی کے عمل کو بھی تیز کریں۔ (بحکم مرکزی ناظم اعلیٰ دامت برکاتہم)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ...... عقیدۂ ختم نبوت کے محافظ اوّل

مولانا محمد وسیم اسلم

جناب رسول اللہ ﷺ کی وہ مقدس جماعت جس کا شمار تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ اتنی کثیر جماعت میں صرف سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی ذات ایسی ہے جن کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ ان کی چار پشتیں دامن رسول اللہ ﷺ سے وابستہ ہوکر شرف صحابیت کے درجہ کو پہنچیں۔ یعنی آپ کے والد گرامی، آپ خود، آپ کے بیٹے اور آپ کے پوتے۔

نام ونسب

آپ کا نام ''عبداللہ''، کنیت ''ابوبکر'' اور لقب ''صدیق وعتیق'' ہے، یہ دونوں لقب آپ کو دربار رسالت ﷺ سے عطا ہوئے اور عرش الٰہی سے ''حلیم'' کا لقب بھی آپ کو حاصل ہوا۔ آپ کا شجرہ مبارک ''مرۃ'' پر جا کر رسول اللہ ﷺ سے جا ملتا ہے۔ ''مرۃ'' کے دو بیٹے تھے۔ ایک کلاب اور دوسرے تیم۔ ''کلاب'' کی اولاد سے آنحضرت ﷺ جبکہ ''تیم'' کی اولاد سے سیدنا ابوبکر صدیقؓ پیدا ہوئے۔

آپ کی پیدائش رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت سے دو سال چند ماہ بعد ہوئی۔ اسی طرح وفات بھی آپ ﷺ سے دو سال چند ماہ بعد ہوئی۔ گویا آپ کی عمر بھی رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک کے برابر یعنی تریسٹھ برس تھی۔ دو سال تین مہینے نو دن تخت خلافت پر متمکن رہ کر ۱۵ دن کی علالت کے بعد ۲۲ جمادی الاخری سن ۱۳ ہجری کو مغرب اور عشاء کے درمیان اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔

رضی اللہ عنہ و ارضاہ!

خصوصیات

آپ کا تعلق بچپن سے ہی آپ ﷺ سے تھا۔ اسی کی برکت تھی کہ زمانہ جاہلیت میں بھی آپ شراب اور بت پرستی جیسی برائیوں کی قرابت سے بچے رہے۔ بعثت رسول اللہ ﷺ کے وقت نہ صرف خود اسلام قبول کیا بلکہ کئی اکابر صحابہ کرامؓ کا اسلام قبول کرنا بھی آپ کی کوشش وتبلیغ کا نتیجہ ہے۔ جن میں سیدنا حضرت عثمان غنیؓ، سیدنا حضرت طلحہؓ، سیدنا حضرت زبیرؓ، سیدنا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور سیدنا حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جو عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ وگرنہ اور کئی حضرات ہیں جن کو آپ کے ذریعہ قبول اسلام کی ہدایت نصیب ہوئی۔ قبول اسلام کے بعد مال تجارت کے علاوہ آپ کے پاس چالیس

ہزار درہم نقد تھے، یہ سب مال ونقد آپ نے حضور ﷺ کی خدمت اور اسلام کی اشاعت میں صرف کر دیا۔ قبول اسلام کے بعد آپ نے اپنے مکان کے سامنے ایک مسجد بنائی جسے اسلام میں سب سے پہلی مسجد ہونے کا شرف حاصل ہے۔اور بہت سے کام ایسے ہیں جن میں آپ نے پہلے پہل کی۔

کارنامے

جہاں آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں بے شمار کارنامے موجود ہیں وہاں آپ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد بھی دین اسلام کی سربلندی کے لئے کارنامے آپ کی دلیز پر نظر آئے۔ایک جانب اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کی جدائی کا صدمہ اور دوسری جانب فتنوں کا جال موجود تھا۔ان حالات میں آپ نے تمام فتنوں کا جواں ہمتی سے مقابلہ کیا۔ جہاں مرتدین اور مانعین زکوۃ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے وہاں جھوٹے مدعیان نبوت کے مقابل بھی تحریک ختم نبوت کی ایسی داغ بیل ڈالی کہ جس کے اثرات ساڑھے چودہ سو سال کے بعد آج بھی امت میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

جھوٹے مدعیان نبوت کا استیصال

رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں عرب کے کچھ قبائل کے لیڈروں نے اپنی بغاوت کی سیاسی تحریک کو مذہبی رنگ دینے کے لئے نبوت کے دعاوی کیے۔اس سلسلہ میں سب سے پہلا شخص جس نے نبوت کا دعوی کیا تھا وہ قبیلہ مذحج کی شاخ عنس کا ''الاسود'' تھا۔ یہ ہر وقت اپنے سر پر ایک دوپٹہ اوڑھے رکھتا تھا اس وجہ سے اس کو'' ذوالخمار'' بھی کہتے تھے۔اسود عنسی نے جب نبوت کا دعوی کیا تو نبی اکرم ﷺ نے وہاں کے مسلمانوں کو اس کا مقابلہ کرنے کا پیغام بھیجا۔ چنانچہ حضرت فیروز دیلمیؓ نے اپنے ساتھوں کے ساتھ مل کر اسے جہنم واصل کیا۔ یہ واقعہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کا ہے مگر اس کی اطلاع آپ ﷺ کی وفات کے دس روز بعد مدینہ پہنچی۔

دوسرا مدعی نبوت طلیحہ تھا جو بنو اسد قبیلہ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ''الاسدی'' کہلاتا تھا۔آپ ﷺ نے سیدنا ضرار بن ازورؓ کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔اسی اثناء میں سرکار دو عالم ﷺ کا انتقال ہوگیا۔طلیحہ کا ایک مکار دوست عیینہ بن حصن الفزاری لوگوں کو کہتا پھرتا تھا کہ دیکھو! محمد (ﷺ) کا انتقال ہوگیا۔لیکن ہمارا نبی زندہ ہے۔سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے سیدنا خالد بن ولیدؓ کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔انہوں نے طلیحہ کے بعض ساتھیوں کا سد باب کیا اور بعض کو گرفتار کر کے مدینہ بھجوایا۔لیکن طلیحہ بن خویلد شام کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول کر لیا اور اس طرح وہ دوبارہ مومنین کے حلقہ میں داخل ہوگیا۔

جھوٹے مدعی نبوت میں مسیلمہ کذاب بن حبیب تھا۔ اس کا تعلق بنوحنیفہ سے تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی اخیر وقت ۱۰ ہجری میں سر اٹھایا اور آپ کو اس مضمون کا ایک خط بھی لکھا:

”من مسیلمة رسول الله الیٰ محمد رسول الله اما بعد فان لنا نصف الارض ولقریش نصفها و لکن قریشا لا ینصفون والسلام علیک“ ﴿خدا کے رسول مسیلمہ کذاب کی طرف سے اللہ کے رسول محمد ﷺ کے نام، واضح ہو کہ آدھی زمین ہماری اور آدھی زمین قریش کی ہے، مگر قریش انصاف نہیں کرتے۔﴾

جناب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابی بن کعبؓ سے اس کا جواب یہ لکھوایا: ”بسم الله الرحمان الرحیم، من محمدالنبی الیٰ مسیلمة الکذاب، اما بعد فان الارض لله یورثها من یشاء من عباده و العاقبة للمتقین، والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ“ ﴿اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور ہمیشہ رحم کرنے والا ہے، نبی محمد ﷺ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام واضح ہو کہ زمین خدا کی ہے وہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے وارث بناتا ہے اور عاقبت تو خدا ترس لوگوں کے لئے ہے، سلام ہو اس پر جو سیدھی راہ چلتا ہے۔﴾

مسیلمہ کذاب سے قبل تین چار افراد نبوت کا دعویٰ اگرچہ کر چکے تھے، مگر یہ پہلا مدعی نبوت تھا جس کے جھوٹے دعوے کو فروغ حاصل ہوا۔ اس لئے سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے صحابہ کرامؓ کی باہمی مشاورت سے مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔ ادھر مسلمانوں کے خلاف مسیلمہ کذاب کا ساتھ دینے کے لئے بنوتغلب کی ایک عورت سجاح بنت الحارث (جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد مدعیہ نبوت ہوئی۔ بنوتمیم کے کچھ لوگ اس کے پیروکار ہوگئے تھے۔ مالک بن نویرہ جو مرتد ہوگیا تھا وہ اس کا دست راست تھا) نے مسیلمہ سے شادی کر لی۔ تو ان کی سرکوبی کے لئے حضرت عکرمہؓ کی امارت میں لشکر بھیجا اس لشکر کو شکست ہوئی، تو دوسرا لشکر سیدنا شرحبیلؓ بن حسنہ کی قیادت میں بھیجا۔ یہ لشکر بھی ان کا مقابلہ نہ کرسکا مگر اس لشکر نے امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو تعداد مخالفین اور اصل صورت حال سے آگاہ کیا۔ چالیس ہزار کا لشکر مسلمانوں کے خلاف یمامہ کے میدان میں جمع ہوا۔ اب اس لشکر کا قلع قمع کرنے کے لئے سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے ”سیف من سیوف الله“ سیدنا خالد بن ولیدؓ کا انتخاب فرمایا۔ سیدنا خالد بن ولیدؓ اور مسیلمہ کی فوجوں کے درمیان سخت مقابلہ ہوا۔ اور بالآخر مسلمانوں نے حضور ﷺ کی ختم نبوت کا عالم بلند کرتے ہوئے منکرین ختم نبوت کا سدباب کیا۔ یہ جنگ ماہ جمادی الاخریٰ ۱۲ ہجری میں ہوئی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے ۱۲۰۰ افراد شہید ہوئے جن میں سات سو کی تعداد حفاظ کرام کی تھی۔ مسیلمہ کو سیدنا وحشی بن حربؓ نے جہنم رسید کیا۔ مسیلمہ کذاب کی اس وقت عمر ڈیڑھ سو سال تھی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کرامت

مولانا زین العابدین اعظمی

حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں اسلام قبول کرنے اور احکام اسلام سیکھنے کے لئے مدینہ منورہ میں باہر کے لوگ آیا کرتے تھے۔ ان آنے والوں میں زیادہ لوگ فقراء و مساکین ہوا کرتے تھے جن کے اہل وعیال نہیں ہوتے تھے۔ نہ ان کا کوئی کاروبار، تجارت وزراعت ہوا کرتا تھا۔ وہ لوگ آنحضرت ﷺ سے علم سیکھتے اور مسجد میں رہتے۔ سوائے تعلیم وتعلم اور عبادت وتلاوت کے ان کا کوئی مشغلہ نہ ہوتا تھا۔ یہ لوگ عام مسلمانوں کے مہمان سمجھے جاتے تھے۔ اگر کسی نے صدقہ بھیج دیا تو آنحضرت ﷺ ان لوگوں کو دے دیتے اور خود تناول نہ فرماتے اور اگر کہیں سے ہدیہ آجاتا تو آنحضرت ﷺ اس میں سے خود بھی تناول فرماتے اور ان فقراء کی بھی تواضع فرماتے۔ بعد میں ان لوگوں کے لئے مسجد کے ایک کنارہ پر ایک سایہ دار چبوترہ بنادیا گیا تھا۔ یہ اصحاب صفہ کہلاتے تھے۔ کبھی کبھی آنحضرت ﷺ ان میں سے دو دو تین تین صاحبان کو حسب حیثیت کھاتے پیتے صحابہ کرامؓ کے حوالہ کردیا کرتے تھے کہ وہ ان مہمانوں کی اپنے گھر ضیافت کریں۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ اصحاب صفہ میں سے ایک اور کو لے جائے اور اس کھانے میں تین لوگ حاجت پوری کرلیں۔ جس کے پاس چار آدمی کی کفایت کے بقدر کھانا ہو وہ اہل صفہ میں سے کسی پانچویں یا چھٹے کو اپنے گھر لے جاکر ضیافت کرے۔ اس دن ابوبکر صدیقؓ اپنے ساتھ اہل صفہ میں سے تین صاحبوں کو اپنے گھر لے گئے اور سرکار دو عالم ﷺ اپنے ساتھ دس آدمیوں کو لے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے تین مہمانوں کو گھر لاکر اپنے لڑکے عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور بی بی صاحبہ ام رومانؓ کے حوالہ کردیا کہ ان کی خاطر تواضع کرنا۔ میں حضور انور ﷺ کی خدمت میں جاتا ہوں۔ میرے آنے کا انتظار نہ کرنا۔ ان ماں اور بیٹے نے مہمانوں کے سامنے شام کا کھانا پیش کیا۔ مہمانوں نے کہا، گھر کے مالک کہاں ہیں۔ وہ آجائیں تو ساتھ کھانا کھائیں گے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے اصرار کیا کہ آپ لوگ کھانا کھالیں۔ حضرت ابوبکرؓ کا انتظار نہ کریں۔ کیونکہ وہ جب تشریف لائیں گے۔ تب تک آپ لوگ بھوکے رہیں گے تو ہم لوگوں پر ڈانٹ پڑے گی۔ مگر مہمانوں نے نہ مانا اور حضرت ابوبکرؓ کے آنے کا انتظار کیا۔ (شاید مہمانوں نے سوچا ہو کہ کھانا کم ہوجانے کے اندیشہ سے ابوبکرؓ ہٹ گئے ہیں۔ ہم لوگ کھانا ختم کردیں گے تو ابوبکرؓ بھوکے ہی رہ جائیں گے)

ادھر حضرت ابوبکرؓ مہمانوں کی طرف سے مطمئن تھے کہ گھر والے ان کی خبر گیری کر لیں گے۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اطمینان سے رہے۔ یہاں تک کہ عشاء کی نماز وہیں پڑھی۔ عشاء کے بعد بھی آنحضرت ﷺ کے پاس چلے گئے۔ جب رسول کریم ﷺ سونے کی تیاری کرنے لگے تو حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر روانہ ہوئے۔ گھر پہنچے تو کافی رات گزر گئی تھی۔ بی بی صاحبہ نے کہا کہ مہمانوں کو گھر چھوڑ کر آپ کہاں گئے تھے؟ حضرت ابوبکرؓ چونکے اور پوچھا کہ کیا مہمانوں کو ابھی کھانا نہیں کھلایا گیا؟ ام رومانؓ نے کہا ہم نے تو کھانا پیش کیا مگر وہ لوگ کھاتے نہیں کہ جب تک آپ نہیں آئیں گے وہ لوگ نہیں کھانے کے۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں تو مارے ڈر کے جا چھپا کہ میری خیر نہیں۔ ابھی میری خبر لی جائے گی۔

چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے عبدالرحمٰن! عبدالرحمٰن پکارا اور میں ڈر کے مارے کچھ جواب نہ دے سکا۔ پھر کہا میری بات سنتا ہو تو سامنے آ۔ میں نے آ کر معذرت کی کہ میری غلطی نہیں۔ انہیں محترم مہمانوں سے واقعہ پوچھ لیجئے۔

مہمانوں نے کہا واقعی وہ تو کھانا لائے تھے ہم نے آپ کے انتظار میں نہیں کھایا۔ حضرت ابوبکرؓ کو مہمانوں کے بے جا اصرار پر غصہ آ گیا اور بولے صرف میرے انتظار میں تم نے کھانا نہیں کھایا اور قسم کھا بیٹھے کہ خدا کی قسم میں تو آج کی رات کھانا ہی نہیں کھاؤں گا۔ یہ سن کر مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ خدا کی قسم جب تک آپ نہ کھائیں گے ہم بھی نہیں کھائیں گے۔ ام رومانؓ نے بھی قسم کھالی کہ خدا کی قسم جب آپ لوگ نہ کھائیں گے میں بھی کھانا نہیں کھاؤں گی۔ اب بڑی دشواری پیدا ہوئی۔

لیکن حضرت ابوبکرؓ کو اللہ تعالیٰ نے ''الاتقی'' بہت بڑے متقی کا لقب دے رکھا تھا: ''وسیجنبها الاتقی الذی یوتی ماله یتزکی'' فوراً ان کو احساس ہوا اور کہا کہ لاؤ کھانا میں اس میں سے کھالوں تاکہ سب لوگوں کی قسم پوری ہو جائے اور سب لوگ کھانا کھالیں۔ یہ جو میں نے قسم کھائی تھی وہ شیطان کے دھوکہ دینے کی وجہ سے قسم کھائی گئی۔ کھانا آیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا بسم اللہ! اور ایک لقمہ کھالیا اور سب سے کہا بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو۔ جب یہ لوگ کھانے لگے تو کھانے میں اس قدر برکت ہوئی کہ عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ ہم جوں ہی لقمہ اٹھاتے نیچے سے فوراً اس سے زیادہ کھانا ابھر آتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ سب لوگ شکم سیر ہو گئے۔ ابوبکرؓ نے دیکھا تو کل کھانا جوں کا توں تھا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ تھا تو اپنی بیوی سے پوچھا کہ دیکھو یہ کھانا اتنا ہی ہے جتنا رکھا گیا تھا یا اس سے بھی زیادہ ہے تو بی بی صاحبہ نے کہا کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک یہ کھانا تو پہلے سے تین گنا زیادہ ہے اور جس زمانہ کا یہ واقعہ ہے اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے گھر صرف چار پانچ آدمی تھے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے ابوعثمان نہدی کو بتایا۔ لیکن پانچویں شخص کا دھیان ابوعثمان کو نہیں رہا۔ وہ چار اشخاص یہ تھے:

(۱)......عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ۔ (۲)......ان کے والد محترم حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ (۳)......ان کی والدہ حضرت ام رومانؓ زوجہ ابوبکرؓ۔ (۴)......ایک خدمت گار جو حضرت عبدالرحمٰنؓ اور حضرت ابوبکرؓ دونوں کے گھر میں کام کرتی تھیں۔ پانچواں شخص جن کا دھیان ابوعثمان کو نہیں رہا، عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی بیوی ہے۔

الغرض وہ کھانا جو ان تمام لوگوں کے کھانے کے بعد بھی رہ گیا تھا آنحضرت ﷺ کے گھر بھیج دیا گیا۔ صبح کو حضرت ابوبکرؓ آنحضرت ﷺ کے پاس گئے اور سب واقعہ سنا کر کہا کہ یا رسول اللہ! سب لوگوں کی قسم تو پوری ہوگئی مگر میری قسم تو ٹوٹ گئی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم کو ان سب سے زیادہ نیکی ملی اور تم ان سب سے زیادہ بھلے ہو۔

کھانے میں مزید برکت

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں وہ کھانا پہنچا۔ کافروں کی کسی قوم سے میعادی معاہدہ تھا وہ میعاد پوری ہوگئی تھی تو مسلمانوں کی بارہ جماعتیں بنائی گئیں اور ہر جماعت کا ایک ایک عریف (سردار) مقرر ہوا۔ ہر عریف کے ساتھ بہت سے آدمی تھے جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ اسی کھانے میں سے ان بارہ جماعتوں نے کھایا اور شکم سیر ہوگئے۔ (صحیح بخاری ص۸۴،۹۰۶،۹۵۵، صحیح مسلم ج۲ ص۱۸۵،۱۸۶)

آہ! حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی ؒ

۱۲ جنوری ۲۰۱۶ء کو جناب وکیل احمد شیروانی وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! آپ حافظ جلیل احمد شیروانی خلیفہ مجاز حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے صاحبزادہ تھے۔ جناب وکیل احمد شیروانی کی تعلیم وتربیت خانقاہ تھانہ بھون اور پاکستان بننے کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور میں ہوئی۔ فراغت کے بعد یہاں نائب مفتی رہے اور استاذ الحدیث بھی۔ آپ نے حضرت تھانویؒ کی قائم کردہ مجلس صیانۃ المسلمین کا لاہور میں احیاء کیا۔ ایک ماہنامہ بھی شائع کرتے تھے۔ مجلس صیانۃ المسلمین کے لئے آپ کی خدمات تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔ خوب محنتی انسان تھے اور باوقار جدوجہد کے لئے ہمہ وقت مصروف رہنے والے تھے۔ آپ کا جنازہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں ہوا۔ جو حضرت مولانا صوفی محمد سرور نے پڑھایا۔ مولانا وکیل احمد شیروانی کے وصال پر ادارہ لولاک مرحوم کے ورثاء اور جامعہ اشرفیہ کی جملہ قیادت سے اظہار تعزیت وہمدردی کرتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت میں اعلیٰ درجہ نصیب فرمائیں۔ آمین! ادارہ

اصحاب بدر کا اجمالی تعارف

قسط نمبر:10

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۹۷......السائب بن عمیر ابن الثابت الاوسی الانصاری العوفی العمریؓ

آپ بیعت عقبہ، بدر، احد اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے شانہ بشانہ رہے۔ حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ ان حضرات میں سے ہیں جو غزوہ تبوک میں شرکت کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ مجھے سواری مہیا کی جائے۔ فقیر آدمی تھے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:''قلت لا اجد ما احملکم علیه تولوا واعینهم تفیض من الدمع حزناً الا یجدوا ماینفقون: التوبه ۹۲'' یہ سات آدمی تھے۔ ان میں سائب ابن عمیر بھی تھے۔ حضرت ابن عباسؓ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان سات میں سالم بن عمیرؓ، ثعلبہ بن زیدؓ وغیرہما ہیں۔ ابومصعبؓ فرماتے ہیں۔ ابوعفک بڑی عمر کا تھا۔ بنوعمرو بن عوف میں سے ایک سو بیس سال کی عمر تھی۔ جب حضور ﷺ ہجرت فرماتے مدینہ ہوئے ابوعفک یہودی اپنے اشعار میں سرور دو عالم ﷺ کی توہین کرتا تھا۔ بلکہ عداوت نبوی پر ابھارتا تھا۔ مسلمان نہیں ہوا۔ حضرت سالم بن عمیرؓ نے اس کے قتل کی منت مانی۔ حضور ﷺ سے اجازت لے کر ابوعفک کو قتل کیا۔ (طبقات ابن سعد ۳/۴۸۰)

۹۸......سالم بن معقلؓ مولیٰ ابوحذیفہ حلیف قریش

سالم بن معقل کنیت ابوعبداللہ۔ آپ بڑے اور فاضل صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔ جب انہیں ثبیتہ بنت یعار الانصاریہ اہلیہ محترمہ ابوحذیفہؓ نے آزاد کیا تو یہ ابھی بچے ہی تھے کہ ابوحذیفہ انصاریؓ نے انہیں اپنا متبنیٰ بنالیا۔ یعنی منہ بولا بیٹا۔ انہیں مہاجرین میں شمار کیا گیا ہے۔ حضرت ابوحذیفہؓ نے ان کا نکاح اپنی بھتیجی کے ساتھ کردیا۔ آپ اولین مسلمانوں میں سے ہیں۔ ہجرت کے بعد سرور دو عالم ﷺ نے آپ کو معاذ بن ماعص کے ساتھ مواخات کرائی۔ آپ مسجد قبا میں امامت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی اقتداء میں مہاجرین اولین حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ بھی نماز ادا کرتے تھے۔ حدیث پاک میں ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: ''خذوا القرآن من اربعه ابن مسعودؓ، سالمؓ، ابی بن کعبؓ، معاذ بن جبلؓ'' مذکورہ بالا چار حضرات سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرو۔ جب حضرت فاروق اعظمؓ قاتلانہ حملہ میں زخمی ہوئے تو فرمایا کہ اگر سالم زندہ ہوتے تو شوریٰ اور کمیٹی بنانے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ میں ان کی رائے پر اکتفاء کرتا۔ بدر،

احد سمیت تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ جنگ یمامہ جو جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی میں شہید ہوئے۔ جنگ یمامہ میں مہاجرین کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو آپ نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ جب بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو آپ نے علم کو گردن میں دبا لیا۔ یہاں تک کہ انہیں شہید کر دیا گیا۔ ان کے آقا ابوحذیفہؓ پہلے وفات پاگئے تو وصیت کی کہ مجھے ان کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ (سیرت ابن ہشام ۲/۳۴۳)

۹۹......ابوسبرہ ابن ابی رہم بن عبدالعزیٰ القرشیؓ

موصوف سابقون الاولون میں سے ہیں۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ مدینہ طیبہ تشریف آوری کے بعد سرور دو عالم ﷺ نے آپ کی مواخات سلمہ بن سلامہؓ بن وقش کے ساتھ فرمائی۔ غزوہ بدر، احد سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ زبیرؓ بن بکار فرماتے ہیں کہ ہمارے علم میں نہیں کہ کوئی بدری صحابی مکہ مکرمہ کی طرف واپس گیا ہو۔ سوائے ابوسبرہؓ کے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ جبکہ ان کی اولاد اس کا انکار کرتی ہے۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں انتقال فرمایا۔ (طبقات ابن سعد ۳/۵۳۲)

۱۰۰......سبیع ابن قیس ابن عبشہ الانصاری الخزرجیؓ

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ان کا نام قیس بن عائشہ تھا۔ اسد الغابہ میں قیس ابن عبشہ جبکہ طبقات میں سبیع ابن عبشہ ہے۔ بدر واحد میں شریک ہوئے۔ ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام عبداللہ تھا۔ ان کی والدہ محترمہ بنی نجارہ سے تھیں۔ (سیرت ابن ہشام ۲/۳۴۸)

۱۰۱......سراقہ بن عمرو ابن عطیہ الخزرجی الانصاریؓ

غزوات بدر، احد، خندق، حدیبیہ، خیبر اور عمرۃ القضاء میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ غزوہ موتہ میں حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے ساتھ شہید ہوئے اور یہ جمادی الثانی ۸ ہجری میں ہوا۔

(طبقات ابن سعد ۳/۵۱۹)

۱۰۲......سراقہ بن کعب ابن عبدالعزیٰ الخزرجی الانصاریؓ

آپ کی والدہ محترمہ کا نام عمیرۃ بنت نعمان ابن زید ابن لبید تھا۔ ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام زید تھا جو قادسیہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ سراقہ، بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں سرور دو عالم ﷺ کے ساتھ رہے۔ حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ (اسد الغابہ ۲/۳۹۵)

قرآنی قصوں کی اہمیت وافادیت

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

قرآن مجید نے انسانی دل ودماغ میں توحید ورسالت کے مضامین کو اتارنے کے لئے جو وسائل وذرائع اختیار کئے ہیں ان میں قصص وحکایات کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ دینی حلقوں میں قصے کہانیوں سے متعلق جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں اور جس طرح تحقیر کی نگاہ سے اس فن کو دیکھا جاتا ہے اس میں واعظوں اور مصلحوں کے طرز عمل کو بڑا دخل ہے کہ وہ اس کی اہمیت وافادیت کو تسلیم نہیں کرتے۔ قصہ کہانیوں کے متعلق صدیوں سے ایک حقارت آمیز اور ایک احساس کمتری کا خیال چلا آرہا ہے۔ ہمارے واعظوں نے قصوں اور حکایات کی کچھ ایسی تحقیر کی ہے یا کم ازکم انہوں نے اس کی افادیت اور معنویت کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ بلکہ وہ اس کو ایک تفریحی جز سمجھے۔ کسی ثقہ وسنجیدہ مجلس میں جہاں لوگ اپنی اصلاح کے لئے بیٹھے ہوں اگر کوئی قصہ کہنے لگے تو لوگ اس کو ایک بے محل بات سمجھیں گے کہ یہاں تو خدا ورسول کی باتیں ہونی چاہئیں۔ موعظت اور اعتقادات وایمانیات کی باتیں ہونی چاہئیں۔ یہ قصہ کہانی کہاں سے شروع کر دیا۔

لیکن جب قرآن مجید نے قصہ کو جگہ دی ہے ایسی کہ حیرت ہوتی ہے آپ دیکھیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرے واقعات اور قصے کتنے مقامات پر قرآن مجید نے ذکر کئے ہیں۔ ایک پوری سورۃ حضرت یوسف علیہ السلام سے متعلق ہے۔ یہ پوری سورۃ ان کے قصہ پر مبنی ہے۔ لیکن وہ اعلیٰ درجہ کی دانشمندانہ باتوں اور مواعظ پر مشتمل ہے۔ ایسے واقعات پر مبنی ہے کہ ان کے بغیر بہت سے حقائق سمجھ میں نہیں آسکتے۔ خود قرآن کریم کہتا ہے: ''**لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب، ما کان حدیثاً یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ** :یوسف: ۱۱۱'' اس سے بڑھ کر قصہ کی منقبت یا قصہ کی توثیق کی ہی نہیں جاسکتی کہ خود اللہ تعالیٰ اس قصہ کو احسن القصص فرما رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک خاص جمال عطاء فرمایا تھا۔ وہ پیغمبرزادے تھے اور پیغمبرزادوں کے پیغمبرزادے تھے۔ دوسری بات یہ کہ ان کے حلیہ میں بڑا فرق تھا جو جمال اور رنگ کی صفائی شام وفلسطین میں ہے وہ مصر میں نہیں ہے۔ نہ پہلے تھا نہ اب ہے۔ حضرت یوسف وہاں پیدا ہونے والے وہیں کے پروردہ پشت ہا پشت سے جس خاندان میں پیغمبری کا سلسلہ چلا آرہا ہے اس کے وہ فرزند تھے۔ پھر جب وہ مصر آئے تو قصر شاہی میں انہیں ایک آزمائش سے گزرنا پڑا۔ ایک خاتون نے کوشش کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس کے دل کی خواہش پوری کردیں۔ لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے انکار کردیا۔ وہ

کامیاب نہیں ہوئی۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل جانا پڑا۔ یہیں جیل کے دو قیدیوں نے خواب دیکھا۔ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی یہ سمجھ لیا کہ اگر ہمارے خواب کی کوئی تعبیر دے سکتا ہے تو وہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ ان دونوں نے اپنا خواب حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور توحید کا بڑا مؤثر، طاقتور لیکن جامع وعظ کہا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ یہ دونوں ضرورتمند ہیں اور ضرورت انسان کے اندر سننے اور اطاعت وانقیاد کی صلاحیت پیدا کر دیتی ہے۔ جو بات وہ سن نہیں سکتا وہ سب سننے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اس کے اندر ادب واحترام اور فروتنی کا جذبہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اس نازک اور قیمتی موقع سے حضرت یوسف علیہ السلام نے فائدہ اٹھاتے ہوئے فرمایا: ”یاصاحبی السجن أأرباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القھار ماتعبدون من دونہ الا اسماء سمیتموھا أنتم وآباء کم ما انزل اللہ بھا من سلطانٍ ان الحکم الا للہ امر ألاتعبدوا الا ایاہ ذٰلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون :یوسف:۴۰“

غور کرنے کی بات ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے وعظ کا کوزہ اتنا رکھا جتنا اس موقع کے لئے مناسب تھا۔ اگر وہ لمبا وعظ کہہ دیتے تو کہتے کہ آپ کا وعظ ہم سننے کے لئے نہیں آئے ہیں۔ آپ تو ہمیں تعبیر دیجئے۔ اگر آپ تعبیر جانتے ہیں، ورنہ رخصت کر دیجئے۔ لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے ایسے بچے تلے الفاظ ایسے غیر جارحانہ اور غیر ناقدانہ انداز میں وعظ کہا کہ اگر ادباء اور ماہرین بلاغت اس پر غور کریں تو اعجاز قرآنی کے قائل ہو جائیں۔ اس وعظ میں حکمت یوسفی کے ساتھ جمال یوسفی بھی نظر آتا ہے۔ قیامت تک کے لئے یہ اسلوب داعیوں اور مبلغین کے لئے یہ نمونہ ہے۔ ہمیشہ ہمیں اس کو نمونہ بنانا چاہئے کہ کس موقع سے ہم اپنی بات کہیں، کس بلاغت سے اور اس کی مقدار کیا ہونی چاہئے۔

جب بادشاہ نے اپنے خواب کی تعبیر درباریوں سے پوچھی تو کسی نے کہا کہ اس کی تعبیر تو حضرت یوسف علیہ السلام ہی دے سکتے ہیں اور وہ اس وقت جیل میں ہیں۔ بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ اس موقع پر اگر کوئی اور ہوتا تو وہ خوشی خوشی دربار جانے کے لئے تیار ہو جاتا۔ لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے معاملہ میں تحقیقات کا مطالبہ کیا۔ فرمایا: ”مابال النسوۃ التی قطعن ایدیھن ان ربی بکیدھن علیم :یوسف:۵۰“ کہ پہلے تحقیق کر لیجئے ان عورتوں کے بارے میں جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ اس لئے کہ جب عزیز مصر کی بیوی نے دیکھا کہ اس کو اپنے مقاصد میں کامیابی نہیں ملی اور لوگوں میں چرچا شروع ہو گیا کہ محل سرا کی بیگم فریفتہ ہو گئی ہیں ایک معمولی انسان پر، تو اس نے تدبیر کی اور سب عورتوں کو بلا کر ان کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کو پیش کیا۔ ان کو دیکھتے ہی وہ ان پر ایسی فریفتہ ہو گئیں کہ اپنی انگلیاں کاٹ لیں۔ ان حالات میں حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ ضروری

سمجھا کہ اس کی تحقیق پہلے کر لی جائے۔ یہ ہدایت الٰہی بھی تھی اور نفسیات وخاصیت پیغمبری بھی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اگر اس حالت میں شاہی دربار میں جاؤں گا تو سارے شہر میں چرچا ہو جائے گا کہ وہ تو مجرم تھے اور انہوں نے ڈورے ڈالے تھے۔ انہوں نے لالچ کی نگاہ ڈالی تھی اور نہ معلوم کیا کرنے والے تھے کہ اس کے بعد وہ جیل چلے گئے۔ پھر بغیر تحقیق کے شاہی دربار چلے گئے۔ محض بادشاہ کی خصوصی نظر عنایت سے ایسا ہوا۔

کیونکہ منصب نبوت کے لئے جو بلندی چاہئے، جو عفت، جو برأت اور جو پاکیزگی چاہئے پھر وہ نہ ہوتی۔ اگر بغیر تحقیق کے حضرت یوسف علیہ السلام محض بادشاہ کے بلاوے پر اس کے دربار میں چلے جاتے۔ اب حکمت خداوندی ہی نہیں۔ یہ خاص اعجاز قرآنی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ:''ارجع الیٰ ربک فاسالہ مابال النسوۃ التی قطعن ایدیھن :یوسف:۵۰'' پھر جب تحقیق ہوئی تو نتیجہ یہ سامنے آیا کہ:''ماعلمنا علیہ من سوء ''ہم نے ان کے اندر کوئی کمزوری اور کوئی خرابی نہیں پائی۔ تب حضرت یوسف علیہ السلام پورے اعزاز اور پوری خودداری کے ساتھ بلکہ نور نبوت اور منصب نبوت کے ساتھ دربار میں آئے اور وہاں رہے۔ یہ ساری چیزیں تورات میں موجود نہیں۔ اس طرح تورات ایک اور بات نظر انداز کرتی ہے اور وہ ہے:''اجعلنی علیٰ خزائن الارض انی حفیظ علیم:یوسف:۵۵''

یہ وہی کہہ سکتا ہے جس پر دعوت کا غلبہ ہو جس کو انسانیت کے ساتھ برادرانہ نہیں مشفقانہ تعلق ہو۔ یہ کتنا بڑا خزانہ ہے اور کتنی بڑی مملکت ہے۔ لیکن بے محل اس کی دولتیں صرف ہو رہی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کا خیال نہیں کیا کہ لوگ کیا کہیں گے کہ انہوں نے عہدہ طلب کیا۔ اس لئے کہ لوگوں کا مفاد اپنی ذات کے متعلق بدگمانیوں کے مقابلہ میں زیادہ اہم اور زیادہ قابل ترجیح ہے۔ اگر کوئی ہمارے متعلق کہے گا کہ وہ لالچی تھے، کوئی حرج نہیں۔ لیکن ہزاروں ہزار انسانوں کے کام ہوں گے۔ غریبوں کو پیسے ملیں گے، بھوکوں کو روٹی ملے گی، جو اہل ہیں ان کو عہدہ ملے گا۔ اس لئے فرمایا:''اجعلنی علیٰ خزائن الارض انی حفیظ علیم ''یہ خدا کے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا تھا۔ کوئی سوانح نگار ہوتا تو حضرت یوسف علیہ السلام کی سیرت میں اس کا ذکر نہ کرتا کہ اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے، پیغمبر کے پوتے اور پڑپوتے تھے۔ اس سے بہتر کیا ہے کہ ان پر حرف آئے۔ داغ لگے۔ لیکن لوگوں کو آرام پہنچے۔ یہ ہے نبوت کا مزاج اور اس کی نفسیات۔ یہ صرف نبی کے اندر ہوتی ہے۔ تورات نے حضرت یوسف علیہ السلام کے وعظ اور ان کی حکیمانہ باتوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔ جب کہ قرآن نے اس قصے میں ان تمام عناصر کا ذکر کیا ہے جن سے انسانوں کی رہنمائی ہوتی ہے اور ان سے سیرت و کردار کی تشکیل میں مدد ملتی ہے۔

ہر زمانہ میں ایمان و مادیت کے درمیان کشمکش پیش آئے گی۔ یہ کشمکش ایک خاص شکل میں اصحاب

کہف کے زمانہ میں پیش آئی۔ اصحاب کہف نے اپنے زمانہ کی مشرکانہ حکومت کا کس طرح مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسا اعزاز بخشا۔ آخر زمانے میں کیا کیا واقعات پیش آئیں گے۔ قیامت تک پیش آنے والی ساری تحریکات، ترغیبات، مادی کشش اور رعنائی ودلکشی کی طرف اشارے کئے گئے ہیں۔ یہ سب چیزیں حکایتوں کے ذریعہ ہمارے سامنے قرآن نے رکھی ہیں تاکہ ہم ان سے نصیحت اور عبرت حاصل کریں۔ لیکن ان کہانیوں کو دین کے دائرے سے خارج کر دیا گیا۔ بس لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ صرف تفریح اور وقت گذاری کے لئے واقعات اور قصے پڑھ لئے جائیں۔ عربی میں کہانیوں کا بڑا ذخیرہ ہے۔ ''الف لیلۃ و لیلۃ'' ہے جس کی مثال دوسری زبانوں میں نہیں ملتی۔ اس طرح ابوالفرج اصفہانی کی کتاب بہت مقبول ہوئی۔ لیکن ان کہانیوں اور واقعات کو اصلاح اور تربیتی مقاصد سے پڑھنے کی بجائے تفریح طور پر پڑھا گیا۔ لیکن اللہ کے بندے اپنے اپنے دور میں یہ کام کرتے رہے۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے واقعات کا تذکرہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے اندر افادیت ہوتی ہے۔ پھر جس تفصیل کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی سیرت لکھی گئی ہے اور اس کا جتنا بڑا ذخیرہ اسلامی کتب خانہ میں ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ نسل انسانی میں سے کسی بھی انسان کے بارے میں اتنی تفصیل کے ساتھ اور اتنی احتیاط، استدلال اور موزونیت کے ساتھ کوئی کتاب نہیں لکھی گئی جتنی کہ خاتم النبیین سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں لکھی گئی ہے۔

ہمیشہ ادب کو دین کا معاون سمجھئے اور اس کو بچوں کی نفسیات اور ان کی عمر اور ذوق کے مطابق دین کے حقائق اور اصول وعقائد سے متاثر کرنے کا کام لیجئے۔ اگر اس میں ذرا بھی تاخیر ہو جائے یا ذرا سی چوک ہو جائے تو بڑے سنگین نتائج نکلتے ہیں۔ مصر میں حکایات الاطفال کے نام سے جو کتابیں لکھی گئیں اس میں یا تصویری کہانیاں کتے بلیوں سے متعلق تھیں۔ مجھے یہ احساس پیدا ہوا تو میں نے حکایات الاطفال کی بجائے قصص النبیین للاطفال کے نام سے ایک کتاب کا سلسلہ شروع کیا جو الحمدللہ یہیں نہیں بلکہ بلاد عربیہ یہاں تک کہ روس وچین وغیرہ میں بھی پڑھائی جاتی ہے۔ اس کے ترجمے، انگریزی، ہندی، فرنچ اور افغنی وترکی میں ہوئے۔ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ بنیادی عقائد کو اس طرح بچوں کے سامنے پیش کیا جائے کہ وہ اس کو کوئی تعلیم وتلقین اور درسی چیز نہ سمجھیں بلکہ ایک بدیہی حقیقت سمجھیں۔ جیسے روزمرہ کی چیز ہو۔ جیسے انسان کھانا کھاتا اور پانی پیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ پانی تو پینا ہی چاہئے۔ یہ فطرت کے عین مطابق ہے۔ اس طرح وہ آسانی سے بغیر کسی پیچیدگی کے عقیدۂ توحید کو سمجھ لیتا ہے اور اپنے اوپر دباؤ بھی محسوس نہیں کرتا۔ نہ دلائل کی وہ تلاش کرتا ہے۔

یہ چیزیں اس طرح ہماری ادب کی کتابوں میں آئیں کہ ذہن اسے قبول کرے اور بچہ بھی محسوس نہ کرے کہ یہ وعظ کیوں کیا جارہا ہے۔ ادب کے لئے جس نفسیات انسانی اور نفسیات صبیانی (بچوں کی نفسیات) کی ضرورت ہے اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور اس پر عمل کرنے کی بھی۔

تبلیغی جماعت کے بارے میں میرے مشاہدات وتأثرات

قسط نمبر:3

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

بعض مرتبہ ذہن میں شبہات اس لئے بھی پیدا ہوتے ہیں کہ انسان شرعی احکام اور آداب سے ناواقف ہوتا ہے۔ اسی طرح کا ایک قصہ ہے کہ ایک عرب ملک میں مجھے ایک عرب نوجوان ملا۔ جب تبلیغی جماعت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو وہ کہنے لگا کہ: یہ جماعت بہت اچھا اور مفید کام کررہی ہے۔ مگر اس میں کچھ بدعات ہیں جن پر مجھے اعتراض ہے۔ میں نے اس نوجوان سے کہا کہ: آپ مجھے کسی ایک بدعت کی نشان دہی کردیجئے۔ تاکہ میں جماعت کے ذمہ دار حضرات تک آپ کی بات پہنچا سکوں۔ کہنے لگے: جب کوئی جماعت دعوت کے لئے نکلتی ہے تو کہتے ہیں کہ: یہ ہمارا امیر ہے۔ حالانکہ یہ بدعت ہے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ اعتراض یا اشکال اس کی دینی معلومات کی کمی کی وجہ سے ہے۔ اس لئے میں نے اس نوجوان سے پوچھا کہ آپ کہاں کام کرتے ہیں؟

کہنے لگا: میں وزارت اوقاف اور مذہبی امور میں کام کرتا ہوں۔

میں نے کہا: آپ کے دفتر میں کتنے ملازمین کام کرتے ہیں؟

کہنے لگا: اتنے ملازمین کام کرتے ہیں، غالباً بیس سے پچیس تک بتائے۔

میں نے پوچھا: کیا ان ملازمین پر کوئی نگران بھی ہوتا ہے؟

کہنے لگا: ہاں! ایک مدیر ہوتا ہے جو ان کی نگرانی اور نظم قائم رکھتا ہے۔

میں نے کہا: کیا وزارت اوقاف اور مذہبی امور میں یہ بدعت نہیں کہ یہ مدیر ہے، اور یہ موظفین ہیں؟

کہنے لگا: یہ بدعت نہیں۔ بلکہ یہ ایک نظام ہے اور نظام کا تقاضا ہے کہ ایک ایسا ذمہ دار شخص ہو جو سب کی نگرانی کرے۔ تاکہ نظام صحیح ہو۔ اس پر میں نے کہا: برادر عزیز! اگر آپ اپنے شہر اور اپنے دفتر میں ہوتے ہوئے جہاں چند ملازم کام کرتے ہیں اور ہر شخص کا کام بھی متعین ہے۔ اپنی یہ ضرورت سمجھتے ہیں کہ ایک ذمہ دار اور نگران ہو جو اس نظام کو صحیح چلا سکے۔ تو آپ خود سوچیں کہ جب ایک جماعت جو دس پندرہ انسانوں پر مشتمل ہو۔ دعوت کے لئے سفر پر نکلی ہو۔ کیا اس کو نظام کی ضرورت نہیں ہوگی؟ کہ ان میں ایک شخص ایسا ہو جو سب کی نگرانی کرے۔ ان میں نظم قائم کرے اور ان کے حالات پر نظر رکھے۔ جبکہ سفر میں اس کی ضرورت زیادہ ہے۔ کھانا پینا، نماز پڑھنا، سامان کی حفاظت اور دعوت کی ترتیب وغیرہ امور مستقل منتظم کے متقاضی ہیں۔ آپ اس نگرانی کا نام امیر رکھ دیں یا مدیر، نام سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس نوجوان نے سر

جلاتے ہوئے کہا کہ: آپ نے صحیح کہا۔ مجھے مسئلہ سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ: امیر بنانا نہ صرف جائز اور مباح ہے۔ بلکہ سنت اور آداب سفر میں سے ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ: جب ہم جماعت کی شکل میں سفر کریں تو اپنے لئے ایک امیر چن لیا کریں۔

بعض عوام اور غیر علماء سے دوران سفر ایک یہ اعتراض بھی سننے میں آیا کہ: جماعت نے چھ نمبر متعین کر کے باقی دین کے شعبوں کو چھوڑ دیا ہے۔ جبکہ دین زندگی کے سب شعبوں کو شامل ہے۔ یہ اعتراض بھی لاعلمی پر مبنی ہے۔ بے شک دین زندگی کے تمام شعبوں کو شامل ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ تقسیم کار بھی ایک فطری اور شرعی قاعدہ ہے۔ چنانچہ جس طرح کچھ لوگ پڑھنے پڑھانے، کچھ جہاد اور کچھ دیگر شعبوں میں کام کر رہے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح تبلیغی جماعت کے بزرگوں نے اپنی فراست اور تجربہ سے یہ چھ نمبر متعین کئے کہ ان سے افراد امت کی اصلاح اور ان کی زندگی میں انقلاب آئے گا۔ جب افراد امت کی تربیت اور اصلاح ہوگی تو پھر وہ زندگی کے جس شعبے میں بھی جائیں گے۔ وہ دین کے احکام پر چلیں گے۔ میرے سامنے ایک واقعہ اس کی واضح مثال ہے۔ وہ یہ کہ: ایک بار حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے پاس ایک رکشہ والا آیا اور آپ سے رکشہ، ٹیکسی کے کرایہ کے بارے میں سوال کرنے لگا اور بعض ڈرائیور جو میٹر وغیرہ خراب رکھتے ہیں یا سواریوں کے ساتھ دھوکا بازی کرتے ہیں ان کے بارے میں پوچھنے لگا۔ حضرت نے اس کے سوالات کے جوابات دیئے اور فرمایا: بھائی! آپ اتنے عرصہ سے رکشہ چلا رہے ہیں اور اب آپ کو حلال وحرام کا کیسے خیال آیا؟ کہنے لگا: حضرت جی! مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور میں تبلیغی جماعت کے ساتھ جانے لگا۔ تو مجھے حلال وحرام کی فکر ہوئی۔ کیونکہ اللہ کا حکم ہے کہ حلال کماؤ، حلال کھاؤ، حلال کھلاؤ اور حلال خرچ کرو۔ اس لئے میں نے یہ مسائل پوچھے ہیں۔ تاکہ حرام سے بچوں۔

اس کے علاوہ امیر جماعت دعوت وتبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کے ملفوظات اور خطابات میں جابجا اس کا ذکر ہے کہ جو حضرات علم میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ بھی دین کا کام کر رہے ہیں، جو اصلاح خلق میں لگے ہوئے ہیں، وہ بھی دین کا کام کر رہے ہیں۔ میں آپ کو اس کام میں لگنے کا کہہ رہا ہوں۔

بہر حال یہ چند شبہات اور ان کے جوابات بطور نمونہ پیش کر دیئے ہیں۔ اگر کسی کو تفصیل معلوم کرنی ہو تو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کی کتابیں: ۱: تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات، ۲: الاعتدال، ۳: فضائل تبلیغ، دیکھ لی جائیں۔

حاصل یہ ہے کہ میں اس جماعت کو مخلص سمجھتا ہوں جس کا فائدہ حکومت اور عوام دونوں کو پہنچ رہا ہے۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ تبلیغی جماعت ایک کھلی ہوئی کتاب ہے جس میں کوئی چھپی ہوئی چیز نہیں۔ ہر شخص قریب سے اس کتاب کو پڑھ سکتا ہے جس کو جماعت کے بارے میں شک وشبہ ہو۔ اسے چاہئے

کہ جماعت کے مراکز میں جائے۔ ان کے اجتماعات میں شامل ہو اور ان کے بیانات سنے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ ان کے ساتھ وقت لگائے اور دیکھے کہ وہ کیا کرتے ہیں؟ اسی طرح جماعت کے بڑوں سے ملے اور اگر کوئی اشکال یا اعتراض ہو تو ان کے سامنے پیش کر کے تسلی بخش جواب حاصل کرے۔

یہاں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ کی دو شہادتیں نقل کر دوں:

۱...... پہلی شہادت ایسے نوجوان کی ہے جس نے جماعت کے ساتھ غیر اسلامی ملکوں میں وقت لگایا اور اس جماعت کے نیک آثار دیکھ کر اپنی رائے کا اظہار کیا۔

۲...... دوسرے ایک عالم فاضل کی ہے جس نے اپنے دوستوں کے ساتھ رائیونڈ کے سالانہ عالمی تبلیغی اجتماع میں شرکت کی اور وہاں جو کچھ دیکھا۔ اس کی رپورٹ اپنے ملک کے بڑے عالم کو پیش کی۔

ایک عرب نوجوان کی شہادت کے سلسلہ میں عرض ہے کہ ۱۹۹۵ء میں امریکا کے ایک سفر کے دوران شکاگو کی ایک مسجد میں میری اس سے ملاقات ہوئی۔ ہوا یوں کہ میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک مسجد میں عشاء کی نماز ادا کی۔ مسجد نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ نماز کے بعد کسی نے بتایا کہ یہاں عربوں کی جماعت آئی ہوئی ہے۔ ہم ان سے ملنے کے لئے گئے۔ تعارف ہوا۔ جب امیر صاحب کو معلوم ہوا کہ ہمارا تعلق پاکستان سے ہے تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور الگ ایک جگہ بیٹھ گئے اور مجھ سے جماعت کے بارے میں سوالات کرنے لگے۔ میں نے اپنی معلومات کے مطابق ان کو جوابات دیئے۔ تو کہنے لگے: یا شیخ! میرے ملک میں بعض لوگ اس جماعت کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ میں نے ان ملکوں میں اس جماعت کے جو اچھے اثرات دیکھے ہیں۔ وہ اس بات کی کھلی اور روشن دلیل ہے کہ یہ اہل حق کی جماعت ہے۔

اس عرب نوجوان کا: ''اچھے اثرات'' کہنے کا معنی یہ تھا کہ وہ اسلامی مظاہر، جو ان ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یعنی باوجود اس کے کہ مسلمان اقلیت میں ہیں۔ مگر ان کا دین کی طرف متوجہ ہونا، اپنے اور اپنی نئی نسل کے ایمان و اسلام کی فکر کرنا، اس کے لئے جگہ جگہ مساجد تعمیر کرنا اور مساجد میں قرآن کریم کی تعلیم کے لئے مکاتب کا اجراء وغیرہ۔ یہ اسی کی برکت ہے کہ اب وہ مسلمان خود بھی مساجد میں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی ساتھ لا کر مکاتب میں قرآن کریم کی اور دین کے بنیادی مسائل کی تعلیم دلواتے ہیں۔ جبکہ اس سے پہلے وہ مغربی تہذیب اور وہاں کی مادی زندگی پر اس قدر فریفتہ ہو چکے تھے کہ انہیں دین و ایمان تک کا کچھ پتہ نہ تھا۔ اب جبکہ وہ جماعت کی محنت کی برکت سے دین کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنی مساجد کے لئے اسلامی ملکوں سے علماء، ائمہ اور خطباء اور مکاتب کے لئے حفاظ اور قراء لائے۔ تاکہ وہ انہیں دین اسلام سکھائیں۔ جاری ہے!

گلشن خطابت کے دو پھول

مولانا اللہ وسایا

سال گزشتہ کے آخری دن اور حالیہ سال کے پہلے ماہ دو بزرگ ساتھیوں کا وصال ہوا۔ ان میں ایک مولانا سید مسعود الحسن بخاری تھے۔ دوسرے مولانا علی محمد صدیقی ان دونوں کے جستہ جستہ حالات پر نظر ڈالیں:

مولانا سید مسعود الحسن بخاری

۳۱ ردسمبر ۲۰۱۶ء بروز جمعرات مبح حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ میں وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مولانا مسعود الحسن بخاری ۱۹۲۸ء میں ضلع ہوشیار میں پیدا ہوئے۔ سکول کی تعلیم وہاں حاصل کی۔ پاکستان بننے کے بعد جامعہ خیر المدارس ملتان میں پڑھنا شروع کیا۔ ۱۹۵۸ء میں مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا محمد شریف کشمیریؒ، مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ ایسے حضرات سے دورہ حدیث کی تعلیم حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ مولانا عبدالمجید انور شیخ الحدیث علوم شرعیہ (ساہیوال)، مولانا نذیر احمد بانی وشیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ امدادیہ (فیصل آباد) کے آپ ساتھی تھے۔ مولانا مسعود الحسن صاحب کے والد گرامی محکمہ تعلیم میں افسر تھے۔ آپ بھی فراغت کے بعد کمالیہ کے گورنمنٹ سکول میں ٹیچر لگ گئے۔ ایک دن والد گرامی نے کہا کہ بیٹا آپ کو ٹیچر بننے کے لئے میں نے دین نہیں پڑھایا تھا۔ ان کی بات ایسے نشانہ پر لگی کہ آپ نے سکول سے استعفاء دیا اور بلقیسہ مسجد حویلی لکھا آگئے۔ یہ ۱۹۶۴ء کی بات ہے۔

فقیر راقم ایک دن ان کے ہاں دعوت پر مسجد بلقیسہ میں بیان کے لئے حاضر ہوا۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی مبلغ عالمی مجلس ساہیوال بھی ہمراہ تھے۔ تو مولانا مسعود الحسن نے دسترخوان پر اپنے حویلی لکھا آنے کا واقعہ بیان فرمایا کہ مجھے دینی ادارہ میں کام کرنے کے لئے جگہ کی تلاش تھی۔ میرے بھائی مولانا سید محمود شاہ بخاری شاہی مسجد دیپالپور میں تھے۔ بلقیسہ مسجد کچی تھی اور بن رہی تھی۔ میں شام کو یہاں آیا۔ رات مسجد میں قیام کیا۔ صبح نماز کے لئے اٹھا تو مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری وضو فرمارہے تھے۔ اچانک ایک دوسرے کو ملے تو تعجب ہوا۔

حضرت جالندھری نے فرمایا کہ قریب کے فلاں گاؤں میں جلسہ تھا۔ جلسہ کے بعد جو ٹرین پکڑنا تھی وہ دس منٹ پہلے چھوٹ گئی تو رات گزارنے کے لئے یہاں آگیا۔ ابھی نماز کے بعد بس سے سفر کرنا ہے۔ مولانا مسعود الحسن نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا کہ مجھے جگہ کی تلاش ہے۔ اس مسجد کی تعمیر کا سنا تو چلا آیا۔ شام

کو آیا ہوں رات گزاری ہے۔ آج نماز کے بعد مسجد کی انتظامیہ سے ملوں گا۔ حضرت جالندھری نے فرمایا: شاہ صاحب! یہ بلقیہ مسجد اپنے مسلک کے دوستوں کی پہلی مسجد ہے۔ کچی ہے اور ابھی تعمیر بھی مکمل نہیں ہوئی۔ قرب وجوار قادیانیوں کا زمیندارہ اور اثر رسوخ ہے۔ ممکن ہے کہ مسجد کے حالات ایسے ہوں کہ آپ کو وہ معقول تنخواہ نہ دے سکیں۔ لیکن تبلیغ کے نکتہ نظر سے محل وقوع اور ضرورت ایسی ہے کہ آپ ہر طرف سے بے نیاز ہوکر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بھروسے گھوڑے بیچ کر یہاں ڈیرہ لگادیں۔ تنخواہ کی فکر نہ کریں۔ جب تک کوئی انتظام نہیں ہوتا وہ میرے ذمہ۔ ہر ماہ آپ کو منی آرڈر آ جائے گا۔

چنانچہ حضرت مولانا محمد علی جالندھری کے حکم ومشورہ پر مولانا سید مسعودالحسن نے یہاں ایسے ڈیرہ لگایا کہ اب جنازہ بھی یہاں سے اٹھا ہے۔ فرماتے تھے سالہا سال حضرت جالندھری تنخواہ بھجواتے رہے۔ جب مسجد کی تعمیر ہوگئی، میری خطابت سے ماحول بھی بن گیا۔ مسجد کی خاصی آمدنی ہونے لگی۔ دوستوں نے میری تنخواہ مقرر کردی تو حضرت جالندھری کو خط لکھا کہ اب آپ رقم نہ بھجوایا کریں۔ یہ واقعہ سنا کر مولانا سید مسعودالحسن بخاری پر گریہ طاری ہوگیا کہ ہمارے اکابر اس طرح دوررس نگاہ رکھتے تھے کہ جہاں سے گزرتے دینی ضرورتوں اور مصلحتوں کو پورا کرتے جاتے تھے۔ مولانا مسعودالحسن نے فرمایا کہ بلقیہ مسجد حویلی میں اپنے مسلک کی پہلی مسجد تھی۔ پھر ماحول بنا۔ اب یہاں اپنی مساجد ومدارس کی بہار یہ سب حضرت مولانا محمد علی جالندھری کی دوراندیش سوچ کا صدقہ ہے اور آں مرحوم کے لئے صدقہ جاریہ۔ مولانا سید مسعودالحسن بخاری خوب بہادر انسان تھے۔ محنتی تھے۔ حق بات ڈنکے کی چوٹ کہنے کے خوگر تھے۔ رہے اور بڑی شان کے ساتھ رہے۔ ایک وقت آپ کی علاقہ بھر میں اتنی بھرپور گرفت تھی کہ چاروں جانب آپ کا طوطی بولتا تھا۔ آپ نے مدرسہ بھی قائم کیا۔ مسجد ومدرسہ آج آباد ہیں جب کہ ان کے بانی اور انہیں عروج پر پہنچانے والے عدم آباد چلے گئے۔ جہاں ہم سب کو جانا ہے۔ حق تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔

مولانا علی محمد صدیقی کی رحلت

۱۲؍جنوری ۲۰۱۶ء منگل رات ۱۱ بجے دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مولانا علی محمد صدیقی کے والد گرامی حاجی قادر بخش تھے جو قوم پرہار، سے تعلق رکھتے تھے۔ پرہار، بستی راجن پور کے قریب جانب غرب واقع ہے۔ یہاں مولانا علی محمد صاحب ۱۹۴۴ء میں پیدا ہوئے۔ راجن پور میں مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ پھر مدرسہ عزیز العلوم شجاع آباد میں داخلہ لیا۔ جہاں قاری سیف الرحمٰن سے قرآن مجید حفظ کیا۔ یہ مدرسہ مفسر قرآن مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی کا قائم کردہ تھا۔ مولانا عبدالعزیز ایک ثقہ عالم تھے۔ قرآن مجید کی تفسیر پر آپ کو رسوخ حاصل تھا۔ خوب ترنم سے تقریر کرتے

تھے اور سماں باندھ دیتے تھے۔ مولانا علی محمد صاحب نے آپ سے ترجمہ وتفسیر بھی پڑھا۔ اس کے بعد مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں پڑھتے رہے۔ اس دوران آپ نے مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے پاس بھی شرف تلمذ حاصل کیا۔ مولانا علی محمد صاحب نے دورۂ حدیث جامعہ مخزن العلوم خانپور سے کیا۔ شیخ الاسلام مولانا محمد عبداللہ درخواستی، شیخ الحدیث مولانا محمد ابراہیم تونسوی (فاضل دیوبند) اور جامع المعقول والمنقول مولانا واحد بخش صاحب (فاضل دیوبند) کوٹ مٹھن والوں سے حدیث شریف پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ یاد رہے کہ مولانا محمد ابراہیم حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے اور مولانا واحد بخش صاحب مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔ فراغت کے بعد ۱۹۷۰ء کے آس پاس مولانا علی محمد صدیقی اور مولانا عبدالخالق رحمانی نے مرکز العلوم مسافر خانہ راجن پور میں تعلیمی، تدریسی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ قرآن مجید کے حفظ اور درس نظامی کی ابتدائی کتب کی تعلیم کا اجراء کیا گیا۔ دو سال بعد مولانا علی محمد صاحب نے ۱۹۷۲ء میں جامع مسجد کینال کالونی راجن پور میں مدرسہ اشرف المدارس حنفیہ کا اجراء کیا اور پھر زندگی کے آخری سانس تک مدرسہ کا اہتمام اور مسجد کی خطابت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

مولانا علی محمد صدیقی خاندانی طور پر زمیندار تھے۔ خاصی زمین رکھتے تھے۔ اپنی وضع قطع، قد وکاٹھ، علمی وجاہت اور زمیندارہ وقار کے باعث سرکاری افسران کے حلقہ میں مقبول ہونے لگے۔ مربوط گفتگو کے بادشاہ تھے۔ تلخ سے تلخ حقیقت کو رسیلی اور میٹھی گفتگو میں ایسا بیان کرنے کے ماہر تھے کہ مشکل سے مشکل مرحلہ کو بھی چٹکیوں میں حل کرا لیتے تھے۔ آپ کی گفتگو کو ہر آدمی وقعت دیتا تھا۔ اس سے آپ کی ہردلعزیزی اور مقبولیت عامہ میں اضافہ ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی رائے کو احترام کا مقام حاصل تھا۔ چنانچہ ضلعی انتظامیہ کی طرف سے سفیر امن، ہمدرد قوم ووطن کے اعزازات نے آپ سے عزت حاصل کی۔ ڈسٹرکٹ مصالحتی کمیٹی اور ڈویژنل امن کمیٹی کے آپ چیئرمین تھے۔ حق کا ساتھ دینا ہمیشہ حق وسچ کی بات احسن انداز میں پیش کرنا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

آپ کے استاذ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور حضرت مولانا مفتی محمود جمعیۃ علماء اسلام کے امیر اور ناظم عمومی تھے۔ اس لئے آپ عمر بھر جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ وابستہ رہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہمیشہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے خدمات سرانجام دیں۔ چنانچہ وصال کے وقت بھی آپ عالمی مجلس راجن پور کے امیر کے عہدہ پر فائز تھے۔ مولانا علی محمد صاحب ہمیشہ غریب دوستوں، اور علاقہ کے عوام کی خدمت اور مدد میں کوشاں رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا جنازہ راجن پور کی تاریخ کے بڑے جنازوں میں سے تھا۔ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے پڑھایا۔ حق تعالیٰ مغفرت کرے۔ خوب آزاد مرد تھے۔

حضرت مولانا سید شمس الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ

مفتی سید حبیب اللہ شاہ

۱۹۴۵ء کو مولانا سید محمد زاہد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایک فرزند سے نوازا، جس کا نام سید شمس الدینؒ رکھا گیا۔ آپ ژوب (صوبہ بلوچستان) کے ایک معزز سید خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت ضلع ژوب کے مرکزی شہر فورٹ سنڈیمن میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم آپ نے اسی شہر میں پائی۔ اور اپنے والد کے زیر سایہ بہترین تربیت پائی۔ ۱۹۶۰ء کو گورنمنٹ ہائی سکول فورٹ سنڈیمن سے اعلیٰ نمبروں میں میٹرک کیا۔ حصول دینی تعلیم کی غرض سے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں داخلہ لیا۔ یہاں پر ابتدائی کتابیں شروع کیں۔ آپ کو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ جیسے علماء دین کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔

یہاں دو سال گزارنے کے بعد مدرسہ نیوٹاؤن کراچی تشریف لے گئے۔ وہاں مزید تعلیم حاصل کی۔ اسی دوران جمعیۃ طلباء اسلام کے اکثر اجلاسوں میں شرکت کرتے رہے۔ اور اس کے پروگراموں پر عمل پیرا رہے۔ تقریباً دو سال کا عرصہ وہاں گزارنے کے بعد مدرسہ مخزن العلوم خانپور تشریف لائے اور امیر جمعیت حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے زیر سایہ ایک سال کا عرصہ گزارا۔ اس کے بعد مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ چلے آئے اور تعلیمی سلسلہ جاری رکھا۔ گوجرانوالہ میں دورہ حدیث کر کے سند فراغت حاصل کی۔ تفسیر قرآن پاک امیر جمعیۃ سے خانپور میں پڑھی۔ اور سند دورہ تفسیر حاصل کی۔

حضرت درخواستیؒ ان سے بے لوث پیار، محبت وشفقت فرمایا کرتے تھے۔ مولانا شہیدؒ ان کی بہت زیادہ خدمت کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب حضرت درخواستیؒ ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ تو آپ ہی تین ماہ تک ان کی خدمت کرتے رہے۔ انہوں نے ہدایت کر رکھی تھی کہ مولانا شمس الدین کے علاوہ میرے پاس خدمت کے لئے کوئی نہ آئے۔ محبت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جب مولانا سید شمس الدین ختم نبوت کی تحریک کے سلسلے میں قید وبند کی صعوبتیں میوند کے پہاڑوں میں برداشت کر رہے تھے اور حضرت درخواستیؒ فورٹ سنڈیمن تشریف لائے۔ تو انہوں نے حضرت شہید کی والدہ کو کہلوا بھیجا کہ:

”مجھے اس دسترخوان میں روٹی، اس گلاس میں پانی، اس پلیٹ میں ترکاری، غرض ان برتنوں میں

وہی کھانا جو مولانا زیادہ پسند فرماتے اور کھاتے تھے، بھیجئے۔'' آپ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے بیعت بھی کر لی تھی۔

تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد ایک سال تک جمعیۃ کے پروگراموں سے روشناس ہوتے رہے۔ چونکہ ان کی طبیعت شروع ہی سے جماعتی جدوجہد کی طرف مائل تھی۔ اس لئے جب ۱۹۷۰ء کے انتخابات کا اعلان ہوا تو آپ کی سرگرمی اور زیادہ بڑھی۔

آپ کو صوبائی اسمبلی کے لئے جمعیۃ کا ٹکٹ ملا۔ انتخابی مہم میں پوری جوش وخروش سے حصہ لیا۔ ان کے مخالف کئی امیدواروں نے انہیں مقابلے سے دستبردار ہونے کے لئے قتل کی دھمکیاں دیں۔ لیکن آپ نے جواب دیا کہ جب تک مجھے امیر جمعیت دستبردار ہونے کے لئے نہیں کہیں گے۔ میں الیکشن لڑوں گا۔ چاہے اس میں میری جان کیوں نہ جائے۔

غرض ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں حضرت شہیدؒ نے مخالفین کو شکست فاش دی اور صوبائی اسمبلی کی نشست جیت لی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام اور عوام کی خدمت کرنے کا ایک سنہری موقع عطا فرمایا۔ آپ علمائے حق کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور مخالفین کی آنکھوں کے خار بنے۔

اس دوران ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ رہا کہ جب بی میلہ (جو کہ نوابوں اور سرداروں کی ایک میٹنگ ہوتی ہے) اس وقت کے بلوچستان کے فوجی گورنر کے زیر صدارت لگا تو آپ نے بھی اس میں شرکت کی اور جب نماز کا وقت ہوا تو آپ نے کھڑے ہو کر اذان دی۔ یہ دیکھ کر گورنر نے کہا کہ کیا یہ آدمی دیوانہ ہو گیا ہے؟ بعد میں انہیں بتایا گیا کہ یہ بلوچستان اسمبلی کا نومنتخب ممبر ہے اور اذان دے رہا ہے۔ اس کے بعد مولانا شہید گورنر کے پاس آئے اور کہا کہ اسلامی تعلیمات کے پیش نظر امامت کے فرائض آپ ہی انجام دیں گے۔

اس نے جواب دیا کہ مولانا صاحب! مجھے نماز پڑھنی نہیں آتی اور آپ مجھ سے امامت کروا رہے ہیں؟ انگریزوں کے زمانے سے جب سے یہ جرگہ شروع ہوا ہے۔ اس میں یہ پہلی اذان اور باجماعت نماز تھی۔ اسی دوران اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں اپنے گھر کی زیارت اور حج کی توفیق بھی عطا فرمائی۔

ڈپٹی اسپیکر اور امیر کے طور پر انتخاب

نیپ اور جمعیۃ کی مخلوط حکومت بننے پر آپ بلوچستان اسمبلی کے بلا مقابلہ اور متفقہ طور پر ڈپٹی اسپیکر منتخب ہوئے۔ بعد میں جمعیت کی تنظیم نو ہونے پر صوبائی امیر منتخب ہوئے۔ مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن بھی تھے۔ فرائض کی کثرت کے باوجود آپ کی فرض شناسی کی وجہ سے جمعیت نے ان کی قیادت میں کافی ترقی کی۔

تحریک ختم نبوت

۱۴ جولائی ۱۹۷۳ء کو فورٹ سنڈیمن شہر میں پتہ چلا کہ مرزائیوں نے یہاں پر قرآن پاک کے تین ہزار تحریف شدہ نسخے تقسیم کئے ہیں تو مجاہد ختم نبوت نے A.C فورٹ سنڈیمن سے رابطہ قائم کیا کہ رات کو چھاپہ مار کر تمام نسخے قبضہ میں لے لو اور مرزائیوں کو چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر ضلع بدر کر دو۔ اگلی صبح یعنی ۱۴ جولائی کو شہر میں جلسہ عام منعقد ہوا۔ جس میں مختلف قراردادوں کے ذریعہ حکومت کے سامنے دو مذکورہ مطالبے پیش کئے گئے۔ بعد میں مطالبے پولیٹکل ایجنٹ کے سامنے پیش کرنے کے لیے لوگ جلوس کی شکل میں روانہ ہوئے۔ پولیٹکل ایجنٹ نے مطالبے پورے کرنے کا وعدہ کیا۔ بعد میں اس دن ۹ر افراد کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے۔ جس پر لوگ مشتعل ہوئے۔ ۳۶ر افراد نے رضاکارانہ طور پر اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔ ان میں مولانا شہیدؒ سر فہرست تھے۔ بعد میں مولانا صاحب کو دھوکہ دے کر باہر بلایا گیا۔ پھر ۱۷ر جولائی کو انہیں گھر سے گرفتار کیا گیا اور ایک نامعلوم راستے سے بلوچستان سے باہر کہیں لے جانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن راستے میں عوام نے انہیں اس منصوبے میں ناکام کیا۔ بعد میں انہیں ہیلی کاپٹر کے ذریعے لے جایا گیا اور حبس بے جا میں رکھا اور حکومت ان کی گرفتاری سے مسلسل انکار کرتی رہی۔

ادھر شہر میں تحریک ختم نبوت نے بہت زور پکڑا۔ بالآخر حکومت نے مجبور ہو کر مرزائیوں کو ضلع بدر کر دیا۔ اور یہ پاک مٹی مرزائیوں کے پلید قدموں سے نجات پا گئی۔ یہاں کے عوام نے ختم نبوت کی تحریک میں گرفتار ہونے والے قیدیوں کی رہائی کے لئے ایک ماہ اور چار دن کی زبردست تحریک چلائی۔ جس میں تمام سڑکوں کی ناکہ بندی، شہر پر اپنا پورا قبضہ، ٹریفک کی معطلی اور مسلسل ۷۲ گھنٹوں کی بھوک ہڑتال بھی شامل تھی۔ متواتر ایک ہفتہ کی مکمل مثالی ہڑتال خاص طور پر قابل ذکر ہے جس کی مثال تاریخ میں بہت ہی کم ملے گی۔ آخر کار شہر کے ۱۵ معزز اور جید علمائے کرام اور معتبرین علاقہ اور طلباء نے ۴۸ گھنٹوں کی بھوک ہڑتال کی اور یہی اثر انداز ثابت ہوئی۔ قومی اسمبلی میں قائد جمعیت حضرت مفتی محمودؒ نے تحریر پیش کی کہ کم از کم مجاہد کی لاش تو ورثاء کے حوالے کی جائے۔ لیکن وہاں انہیں تسلی دی گئی کہ وہ میونڈ میں محفوظ و زندہ ہیں۔ اس کے بعد حکومت نے مولانا کو ایک ماہ گمنامی میں قید رکھنے کے بعد ۱۷ر اگست کو کوئٹہ کے ہوائی اڈہ پر اتارا اور کہا کہ آپ آزاد ہیں۔

شہادت: مولانا شہیدؒ کی ابتداء ہی سے یہ دلی خواہش تھی کہ ان کی جان اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ گرفتاری کے بعد یہ جذبہ بہت زیادہ ہو گیا۔ ۱۳ر مارچ ۱۹۷۴ء کو آپ کوئٹہ سے اپنی سرکاری موٹر کار میں فورٹ سنڈیمن تشریف لا رہے تھے۔ تو ظالم کے ظلم کا نشانہ بنے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اس وقت آپ کی عمر صرف ۲۹ سال تھی۔ مولانا شہید ایک نڈر، بے باک اور حق گو عالم دین

تھے۔انہوں نے اپنی مختصر زندگی دین کی اشاعت اور اسلام کی خدمت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔انہوں نے اپنے حسن اخلاق اور بہترین کردار کے باعث دنیا میں علمائے حق کا سر بلند کر رکھا تھا۔آپ ختم نبوت کے پروانے اور نوجوانان اسلام کے قافلے کے سالار تھے۔

پھول کی برسات

غالباً ۱۵ مارچ کو قائدین جمعیۃ حضرت درخواستی صاحبؒ اور حضرت مفتی صاحبؒ فورٹ سنڈیمن تعزیت کے لئے تشریف لائے۔واقف حال حضرات کا کہنا ہے کہ جب قائدین جمعیۃ مولانا شہید کے مزار پر دعا میں مصروف تھے۔تو اس وقت سفید رنگ کے پھول برسنا شروع ہوئے۔جو موجود لوگوں نے اٹھائے۔خیال کیا گیا کہ شاید ہوا کے ساتھ قریبی باغ سے بادام کے درختوں کے پھول اڑ کر آرہے ہیں۔لیکن موازنہ کرنے پر معلوم ہوا کہ مزار سے اٹھائے گئے پھول، بادام کے پھولوں سے قطعی مختلف تھے۔تو لوگوں نے بجا طور پر اسے شہیدؒ کی کرامت سمجھا۔

مولانا سید احمد شاہ کا خواب

مولانا شہید کے رفیق خاص اور عم زاد بھائی مولانا سید احمد شاہؒ نے ۲۷ راپریل ۱۹۷۴ء کو مولانا شہیدؒ کو خواب میں دیکھا۔مولانا مرحوم نے فرمایا کہ میں نے شہیدؒ سے عرض کیا کہ آپ کی شہادت کے بعد لوگوں نے بہت اشعار آپ کی یاد میں کہے ہیں۔مولانا شہید نے کہا کہ میں نے بھی اشعار کہے ہیں۔میں نے عرض کیا کہ مجھے سنا دیجئے۔تا کہ لکھ سکوں۔مولانا شہیدؒ نے اپنا قلم مجھے دیا اور خود اشعار سنانے شروع کئے۔ابھی تین شعر پڑھے تھے کہ میں رونے لگا اور میری آنکھ کھل گئی۔اشعار یوں تھے:

پہ دنیا مے بدل نہ کڑو ایمان — زکہ ولاڑم لہ دنیا نہ پہ ارمان
افسوس دِ نہ کوی زما مور پلار او عزیزان — چہ زہ پر ختم نبوت سومہ قربان
ارمان دِ نہ کوی مفتی اودرخواستی دجمعیۃ سربراہان — چہ ظالم پہ ما بدل نہ کڑو منشور د جمعیۃ او زما ایمان

﴿اردو مفہوم: دنیا میں ،میں نے ایمان تبدیل نہیں کیا اور ارمان کے ساتھ چل بسا۔میرے والدین اور دیگر اقرباء افسوس نہ کریں۔کیونکہ میں ختم نبوت پر قربان ہوا ہوں اور حضرت درخواستیؒ اور حضرت مفتی محمودؒ اور دیگر قائدین جمعیۃ افسوس نہ کریں۔کیونکہ ظالم مجھے جمعیۃ علمائے اسلام کے منشور سے ہٹا نہیں سکا اور نہ ہی میرا ایمان تبدیل کرا سکا۔﴾

نچھاور رحمتیں ہوں آسمان کی تیری تربت پر
جوانی تیری قربان ہوگئی ختم نبوت پر

حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

محمد عبدالرحمٰن الفت

حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کا اس فانی دنیا سے عالم بقا کو منتقل ہونا ایک عظیم سانحہ ہے۔ سارے ملک کی فضا سوگوار ہوگئی۔ امام احمد بن حنبلؒ کا قول ایک بار پھر سچ ثابت ہوا کہ اہل حق کا امتیاز ان کے جنازوں سے نمایاں ہوگا۔ حضرت کے جنازے میں شریک لاکھوں لوگ اس بات کی گواہی دے رہے تھے اوران میں سے ہرایک اپنی بخشش کی تمنا لئے جنازے میں شریک تھا۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم　　تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے

باری باری بڑے لوگ رخصت ہو رہے ہیں۔ خواجہ خواجگان خواجہ خان محمدؒ، امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدرؒ، امام العصر مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ اوراب گنجینہ علم وعرفان حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ...... ہم ماتم کریں تو کس کس کا؟ چند برسوں میں کیسے کیسے ہیرے زیرِ زمیں چلے گئے۔

پہلی بار حضرت سے ملاقات حویلیاں میں ایک جلسہ کے دوران ہوئی۔ اس کے بعد کئی مقامات پر حضرت کے بیانات سننے کا موقع ملا۔ حضرت میدان علم کے شہسوار تھے۔ سعودی عرب جیسا ملک، مدینہ منورہ جیسا شہر دلبراں، مدینہ یونیورسٹی جیسا علمی ماحول، گولڈ میڈل جیسا اعزاز، آپ کی سادگی کو ختم نہ کر سکے۔ علم ان کی شان تھا، مگر علم کو خود ان پہ ناز تھا...... وہ علم کی شان بنے رہے۔

منزل تو خوش نصیبوں میں تقسیم ہو چکی　　کچھ خوش خیال لوگ ابھی تک سفر میں ہیں

آپ کی ذات شدید گرمی کے موسم میں ایک ایسے ٹھنڈے چشمے کی مانند تھی جس سے مسافر اپنی پیاس بجھاتے تھے۔ آپ جیسی ہستیاں بہت دیر بعد پیدا ہوتی ہیں۔ مگر جب رخصت ہوتی ہیں تو خلا صدیوں تک پر نہیں ہوتا اوران کا نعم البدل شاذ ونادر ہی پیدا ہوتا ہے۔

ہمارے بعد کہاں وہ وفا کے ہنگامے　　کوئی کہاں سے ہمارا جواب لائے گا

حضرت کی ذات جامع کمالات تھی۔ اس قحط الرجال میں حضرت بلاشبہ اسلاف واکابر کی یادگار، زہد واخلاص، فضل وکمال، سادگی اور علم وعمل کے اعتبار سے گویا قرن اوّل کے قافلے کے بچھڑے مسافر تھے۔ جواب اپنی زندگی کے شب وروز مکمل کر کے اپنے قافلے سے جا ملے۔ حضرت اللہ کے سچے ولی اور اتباع سنت کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ آپ کے اخلاص وکردار کا کرشمہ تھا کہ علمائے حق کے گلشن کے سبھی گل آپ کے انتساب پر فخر محسوس کرتے تھے۔ ہرایک آپ سے تعلق پر ناز کرتا تھا۔

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر اب ڈھونڈا انہیں چراغ رخ زیبا لے کر

امام الانبیاء، خاتم النبیین، حضرت محمد ﷺ نے قرب قیامت کی جو نشانیاں اور علامات ذکر فرمائیں ہیں ان میں سے ایک کا مفہوم یوں ہے کہ علماء اٹھ جائیں گے۔ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ اہل علم کس تیزی سے اس جہاں سے اٹھتے جارہے ہیں، گردن گھما کے دیکھیں تو آپ کو میدان تقریباً صاف نظر آئے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت کے نقشِ قدم پر رواں کرے اور حضرت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

مولانا عبدالحکیم نعمانی کے تبلیغی و تنظیمی اسفار

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی گزشتہ دنوں ضلع پاکپتن اور ضلع ساہیوال کے تبلیغی دورہ پر تشریف لائے۔ سفر کا آغاز چیچہ وطنی سے بورے والا روڈ پر واقع اڈہ غازی آباد سے کیا۔ مولانا ظہور احمد، حافظ وسیم اللہ اور حکیم نوید احمد سے ملاقاتیں اور کئی اہم امور پر تبادلہ خیال کیا۔ وہاں سے آپ نے جامع مسجد ختم نبوت چک ایل۔۱۱۔۳۰ میں درس ختم نبوت ارشاد فرمایا۔ مولانا شاہد اور دیگر کارکنان ختم نبوت سے ملاقات ہوئی۔ یہاں سے آپ ہڑپہ تشریف لے گئے۔ قیام مدرسہ اشرف العلوم میں رہا۔ جامع مسجد اشرف العلوم، جامع مسجد چک ۴۷ اور جامع مسجد چک ۲۲۵۔ ای. بی میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر بیانات ہوئے۔ ہڑپہ منڈی اور مضافاتی چکوک ۳۶۳۔ ای. بی اور ۲۲۵۔ ای. بی اور چک ۶۵ شہزاد آباد میں قادیانیوں کی غیر قانونی سرگرمیوں پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا۔ بعد ازاں جامعہ فاروقیہ عارف والا میں ”درس ختم نبوت“ ہوا۔ مولانا عبدالوہاب، مولانا محمد صدیق، بھائی عبدالقیوم اور مولانا طلحہ ایوب حیدری سے ملاقات ہوئی۔ اکابرین ختم نبوت کے تذکروں سے مجلس معطر ومنور رہی۔ یہاں سے فراغت کے بعد اڈہ رنگشاہ اور محمود آباد میں محمد حسین کھرل نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ مختلف عوامی اجتماعات سے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وافادیت کو بیان کیا گیا۔ بعد ازاں مدرسہ حنفیہ فریدیہ پاکپتن میں تشریف لائے۔ قاری محمد انور، مولانا محمد ابوبکر، مولانا محمد ممتاز سے ملاقات ہوئی اور متعدد مساجد میں ختم نبوت کے موضوع پر دروس ہوئے۔ پھر ملکہ ہانس اور چک سردول کا تبلیغی دورہ ہوا۔ مولانا حبیب اللہ رشیدی اور مولانا محمد طاہر سے ملاقاتیں ہوئیں۔ علاوہ ازیں جامع مسجد الحبیب طارق بن زیاد کالونی میں جمعۃ المبارک کا بیان ہوا۔ جامع مسجد یاسین، جامع مسجد بختاور، جامع مسجد مشتاق، جامع مسجد امیر معاویہؓ اور دیگر مساجد میں ختم نبوت کے موضوع پر بیانات ہوئے۔ دریں اثناء قاری عبدالجبار، مولانا محمد عمران اشرفی، قاری محمد عثمان المالکی، قاری نصیر احمد، قاری نوید احمد، مولانا قاری محمد طیب قاسمی اور حافظ محمد کریم سے ملاقاتیں ہوئیں اور باہمی دلچسپی کے امور پر بھی تبادلہ خیال ہوا۔

تحفظ ختم نبوۃ کے مثالی ثبوت ...... مولانا عبدالغنی شاہجہاں پوریؒ

آخری قسط

شاہ عالم گورکھپوری دارالعلوم دیوبند

شاہجہاں پور کے مقدمہ میں قادیانیوں کی ذلت آمیز شکست

شاہجہاں پور میں ایک موقع ایسا بھی آیا کہ قادیانیوں نے قلب شہر میں واقع محلہ’’ تارین ٹکی‘‘ (Tarain Tikl) کی ایک مسجد’’نوری مسجد‘‘ پر قبضہ جمانے کی ناپاک کوششیں شروع کردیں، قادیانیوں کی ضد اور ہٹ دھرمی کے سبب معاملہ زیریں عدالت سے لے کر ہائی کورٹ الٰہ آباد تک پہنچا۔ اس مقدمہ میں حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیش بہا قربانیاں اور خدمات ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مناسبت سے اس پورے مقدمہ کا مختصر خاکہ پیش کردیا جائے۔

نوری مسجد پر جب قادیانیوں نے قبضہ کرنے کی منصوبہ بندی کی تو باوجود اس کے کہ قادیانیوں کی تعداد شاہجہاں پور اور اطراف میں انگلیوں پر شمار کے قابل تھی لیکن انھوں نے دوسروں سے مل کر مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کی ایسی قوت حاصل کرلی تھی کہ اس قوت نے مٹھی بھر قادیانیوں میں کثیر التعداد مسلمانوں سے محاذ آرائی کا نشہ پیدا کردیا تھا۔ مشہور مثل ہے کہ جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کی طرف بھاگتا ہے۔ چنانچہ قادیانی بھی طاقت کے نشے میں خرمستیاں لینے لگے اور انھیں یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ جس راستے پر چل رہے ہیں وہ راستہ انھیں ذلت ورسوائی کی طرف لے جارہا ہے۔ نورانی مسجد میں قادیانیوں نے اپنی بے جادخل اندازی کے سبب جب معاملہ نقض امن تک پہنچایا تو کوتوالی پولیس شاہجہاں پور نے اس کیس کو اپنے ہاتھ میں لے کر سلجھانے کی کوشش کی مگر طاقت کے نشے میں چور قادیانی ماننے والے کب تھے! انھوں نے ضلع مجسٹریٹ کی عدالت میں اپیل کرڈالی۔ حاکم وقت کے حکم پر سٹی مجسٹریٹ نے ۱۷ یا ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۰ء میں موقع کا معائنہ کیا اور دفع فساد کے لئے یہ انتظام کیا کہ قادیانی جب مسجد میں پوجا پاٹ کریں تو مسلمان اُس وقت مسجد میں نہ آئیں اور جب مسلمان نماز پڑھیں تو قادیانی اپنے پوجا پاٹ کے لئے نہ آئیں، دونوں جماعتوں کی رضامندی سے وقت مقرر کردیا گیا اور اگر چہ اس فیصلے میں مسلمانوں کی حق تلفی اور مسجد کی بے حرمتی تھی تاہم مسلمانوں نے حاکم وقت کے فیصلے پر عمل درآمد شروع بھی کردیا۔ لیکن عید کی نماز کے موقع پر قادیانیوں نے پھر ہنگامہ کردیا اور مسلمانوں کو مسجد سے پورے طور پر بے دخل کرنے کے لئے یہ منصوبہ بنالیا کہ اب یہ مقدمہ دیوانی عدالت سے فیصل کرایا جائے۔ چنانچہ شاہجہاں پور کے قادیانی سرغنوں نے ۱۹۲۱ء

میں مقدمہ دائر کیا اس میں قادیانی خود مدعی بنے اور مدعا علیہم میں جن مسلمانوں کو نامزد کیا ان میں ایک نام حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب (ثالث) کا بھی ہے جو حضرت مولانا مفتی عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے۔ اسی طرح حافظ ذاکر صاحب ایڈووکیٹ ساکن محلہ شتر خانہ کا بھی نام مدعا علیہم میں ہے حافظ صاحب موصوف نے ابتدائی تعلیم مدرسہ عین العلم میں مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ صاحب سے حاصل کی تھی آگے چل کر ماشاء اللہ خود بھی فارسی اور اردو میں یکتائے روزگار مدرس ہونے کے ساتھ پیشہ ور وکیل بھی تھے، تاحین حیات مدرسہ سعیدیہ شاہجہاں پور کے انتظامی امور سے بحیثیت ناظم وابستہ رہے۔

قادیانیوں نے اس مقدمہ میں کامیابی کے لئے اپنی پوری قوت جھونک دی مقدمہ اگرچہ ضلعی سطح کا تھا لیکن اس کے مشورے اور منصوبے قادیان سے طے ہوتے تھے۔ ادھر مسلمانوں کے پاس سوا خدا پر بھروسہ کرنے کے کوئی طاقت وقوت نہیں تھی، حضرت مولانا عبدالغنیؒ نے توکلا علی اللہ، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ (ثالث) اور حافظ ذاکر علی اور دیگر مسلمانوں کی سرپرستی شروع کی اور خود بھی گواہ کی حیثیت سے حق و باطل کے اس معرکہ عدالت میں شریک ہوئے۔ قادیانیت کا مکروہ و تلبیسی چہرہ بے نقاب کرنے کے لئے کتب قادیانیت کی ورق گردانی شروع کی۔ لگاتار پیشی پر پیشی ہوتی رہی، طرفین سے گواہیاں بھی گذرتی رہیں، قادیانیوں نے خود کو مسلمان ثابت کر کے مسجد کا حق دار بننے کے لئے مکروفریب کے سارے گر آزمالئے لیکن اللہ کا شکر ہے کہ علماء دیوبند کی مخلصانہ جدوجہد نے ان کے سارے مکروفریب پر پانی پھیر دیا اور اس میں بنیادی کردار اور کامیابی کا سہرا حضرت مولانا مفتی محمد عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سرجاتا ہے۔

مقدمہ کا فیصلہ یکم فروری ۱۹۲۷ء میں آیا۔ فیصلے میں جج نے واضح طور پر یہ کہا ہے کہ قادیانی کسی بھی طرح نوری مسجد شاہجہاں پور کے حق دار نہیں ہیں اور نہ انھیں مسجد کے استعمال کا حق حاصل ہے۔ قادیانیوں کا نوری مسجد میں داخلہ بانی مسجد کی منشاء کے بھی خلاف ہے۔ کیوں کہ بانی مسجد مسلمان تھے جس وقت مسجد کی بنیاد رکھی گئی تھی اس وقت مرزا قادیانی کے ملحدانہ دعاوی کا وجود بھی نہیں ہوا تھا اور جب قادیانی اپنے قول وقرار کی روشنی میں مسلمانوں سے الگ ایک ایسا جدید فرقہ ہیں کہ اس کا ربط اسلام اور مسلمانوں سے کبھی نہ رہا اور نہ ہے اور نہ آئندہ کبھی ربط رہ سکتا ہے تو پھر انھیں مسلمانوں کی تعمیر کردہ مسجد میں کہاں سے حق حصہ حاصل ہوگا؟۔

چنانچہ ای ٹامس سب ڈویژنل مجسٹریٹ نے باضابطہ حکم دیا کہ تمام قادیانی جماعت اور بالخصوص مدعی قادیانیوں کو مسجد تارین گلی میں داخل ہونے اور عبادت کرنے کی ممانعت کی جاتی ہے۔ ملاحظہ کیجئے جج کے الفاظ:

”......احمدیوں نے یہ طے کیا کہ اب یہ مقدمہ عدالت دیوانی سے فیصل کرایا جائے ۱۹۲۱ء میں ......سرگروہ جماعت احمدیہ نے مقدمہ عدالت دیوانی میں دائر کیا ۱۵ ارفروری ۱۹۲۷ء کو فیصل ہوا مقدمہ خارج

ہو گیا اور یہ طے کیا گیا کہ احمدی حقدار نہیں ہیں اور نہ مدعیان متولی تھے۔ فیصلے میں ...... صرف قابل غور امر یہ ہے کہ آیا مدعیان کو مسجد کے استعمال کا حق حاصل ہے یا نہیں اور یہ اس کا جواب ہو گا کہ آیا بانی مسجد کی یہ منشاء تھی کہ مسجد احمدی استعمال کریں۔ اور جیسا کہ انکشاف ہوا اس بارے میں اور شہادت سے ثابت ہوا کہ مسجد احمدیوں کے استعمال کے لئے متعین نہیں کی گئی تھی۔ غیر احمدی اس حکم کی بناء پر احمدیوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتے ہیں لیکن احمدی اس میں نماز پڑھنے پر مصر ہوتے ہیں اور اندیشہ نقض امن کا ہے لہٰذا اس کو روکنے کی غرض سے حسب دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری یہ حکم دیتا ہوں کہ تمام احمدی جماعت خصوصاً سید علی، مختار احمد، محمد قاسم کو...... مسجد تارین گلی میں داخل ہونے اور نماز پڑھنے کی ممانعت کی جاتی ہے۔ یہ حکم دو ماہ تک نافذ رہے گا۔ دستخط، ای ٹامس سب ڈویژنل مجسٹریٹ افسر انچارج ہیڈ کوارٹر"

یہ کیسے ممکن تھا کہ مرزا قادیانی کے گدی نشین مرزا بشیر الدین محمود اور قادیانی سرغنہ ظفر اللہ خاں اس مسئلے میں خاموش بیٹھتے، انگریزی نبوت کے اس بیرسٹر کو اس بات کا زعم تھا کہ حکومت بھی انگریزوں کی ہے اور معاملہ بھی انگریزوں کے "خودکاشتہ پودے" کا ہے۔ لہٰذا مقدمے کا فیصلہ قادیانیوں کے حق میں ہونا چاہئے۔

لیکن الحمدللہ حضرت مولانا عبدالغنی شاہجہانپوریؒ نے ۱۹۲۰ء سے لے کر ۱۹۳۲ء تک طویل عدالتی لڑائی اپنے رفقاء کار کے ساتھ لڑی اور ماشاء اللہ قادیانی گماشتوں کو شہر کی دیوانی عدالت میں شکست و ہزیمت سے دوچار کرتے ہوئے مسجد کو ان سے واگذار کرا لیا اور آج بھی یہ شاندار مسجد حنفی مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ قادیانی گماشتوں نے شہر کی دیوانی عدالت میں شکست کھانے کے بعد معاملے کو الٰہ آباد ہائی کورٹ میں دائر کیا اور اپنی پیروی کے لئے ایک بدنام زمانہ منحوس وکیل تجویز کر کے سر ظفر اللہ خاں مرزائی کی قیادت میں قادیانیوں نے پوری طاقت جھونک دی۔ اس کے جواب میں مسلمانوں نے خدا کے بھروسے پر مراد آباد کے غیرتمند مسلمان وکیل جناب سید عبدالماجد صاحب اور ڈاکٹر احمد نسیم بیرسٹر الٰہ آباد (مراد آبادی) اور ایک غیر مسلم وکیل مسٹر این بی، شین ایڈووکیٹ الٰہ آباد کو پیروی کے لئے مقرر کیا۔ الحمدللہ یہاں بھی اہل حق کو فتح نصیب ہوئی اور قادیانیوں کی وکالت کرنے والوں سمیت تمام قادیانی سرغنہ رہتی دنیا تک اپنی قوم کے لئے باعث عبرت بن کر رہ گئے۔

یہ مقدمہ جن لوگوں کے نام تھا اُن میں ایک نام جناب حافظ محمد ذاکر صاحب ساکن محلہ شتر خانہ کا بھی ہے، عدالتی کارروائیوں کا بھی پورا صرفہ الحاج سعید احمد خانصاب نے ادا کئے! اللہ پاک ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور اپنا قرب نصیب فرمائے کہ تحفظ ختم نبوت کی تاریخ کے بڑے بیباک اور جان و مال قربان کرنے والے مجاہد نکلے۔ آمین!

قادیانیوں کی کذب بیانی

برا ہو قادیانیت کی جہالت مآبی کا کہ قادیانی مؤرخین اس مقدمہ کا فیصلہ اپنے حق میں بتاتے ہیں

چنانچہ ایک قادیانی نے لکھا ہے: ’’مقدمہ احمدیہ مسجد شاہجہانپور کی اپیل ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں دائر تھی شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ اور مولوی فضل الدین صاحب مشیر قانونی نے پیروی کی بالآخر مقدمہ جج شاہجہانپور سے احمدیوں کے حق میں فیصل ہوا تھا۔‘‘ (تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۱۶۳ بحوالہ مشاورتی رپورٹ)

قادیانیوں کی اسی دجل وتلبیس کے پیش نظر راقم سطور نے دیوانی عدالت کے طویل حکم نامہ کا خلاصہ تقریباً حکم نامے کے الفاظ میں ہی نقل کر دیا ہے تاکہ اب کسی کو کسی طرح کا شک وشبہ نہ رہے اور قادیانی مؤرخین کی کذب بیانی کا بھی پردہ فاش ہو جائے۔ علاوہ ازیں قادیانیوں سے آج بھی یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ اگر جج شاہجہاں پور سے مقدمہ تمہارے حق میں فیصل ہوا تھا تو تم نے بات ادھوری کیوں لکھی فیصلے کی نقل کو بھی شائع کر دیا ہوتا۔ تاکہ پڑھنے والے خود فیصلہ کر لیتے؟ ہمیں یقین ہے کہ قادیانی ایسا کبھی نہیں کریں گے اس لئے کہ معاملہ برعکس ہے جیسا کہ اوپر ذکر کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں پھر یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ قادیانیوں کو ہائی کورٹ میں جانے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی؟ اور وہاں کیوں ایڑیاں رگڑتے پھرتے رہے؟ یقیناً اس کا جواب ان کے پاس نہیں ہوگا اور اُن کی کذب بیانی ان کو مزید رسوا کرتی رہے گی۔

مقدمہ سے تعلق علماء سے استفتاء

اس سلسلے میں بعض مسلمانوں نے علماء سے استفتاء بھی کئے۔ سوال کرنے والوں میں سے بعض نے اپنے نام وپتے کے ساتھ استفتاء کیا اور بعض نے عمومی انداز میں، ظاہری بات ہے کہ جن سوالات میں نام وپتے درج نہیں ان کو اسی قضیہ سے قطعی طور پر جوڑنا ذرا احتیاط کے خلاف لگتا ہے۔ اس لئے جن سوالات میں نام وپتے ظاہر ہیں وہ درج ہیں:

سوال نمبر ۱...... ایک ہی مسجد میں مسلمانوں اور قادیانیوں کی نماز

سوال از شاہجہاں پور محلہ خلیل مسئولہ امیر خاں مختار عام، ۲ شوال ۱۳۳۹ھ (مطابق ۹ جون ۱۹۲۱ء)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ شاہجہاں پور میں ایک مسجد ہے اس میں یہ قرار پایا کہ اوّل ہر وقت یہاں تک کہ جمعہ کی نماز قادیانی پڑھیں بعد کو اہل السنۃ مع خطبہ جمعہ کے، تو حضور فرمایئے کہ ہماری نماز ہوگی یا نہیں؟ پہلے قادیانی خطبہ پڑھ چکے ہم دوبارہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: نہ قادیانیوں کی نماز ہے نہ ان کا خطبہ، خطبہ کہ وہ مسلمان ہی نہیں۔ اہل سنت اپنی اذان کہہ کر اسی مسجد میں اپنا خطبہ پڑھیں اپنی جماعت کریں یہی اذان وخطبہ وجماعت شرعاً معتبر ہوں گے اور اس سے پہلے جو کچھ قادیانی کر گئے باطل ومردود محض تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (بحوالہ فتاویٰ ختم نبوت جلد اوّل صفحہ ۳۵۵)

ختم نبوت

قسط نمبر:2

مولانا مفتی محمد شفیع ؒ

ختم النبوۃ فی القرآن

قرآن کریم سے کسی مسئلے کو ثابت کرنے کے لئے علمائے اصول استدلال نے چار طریقے طے کئے ہیں۔ اوّل عبارت النص، دوسرے اشارۃ النص، تیسرے دلالۃ النص اور چوتھے اقتضاء النص۔ کلام پاک میں ننانوے آیات ایسی موجود ہیں جو ان چاروں میں سے کسی نہ کسی طریق سے ختم نبوت کا ثبوت مہیا کرتی ہیں۔ چنانچہ اس باب میں پہلی اور صریح ترین آیت یہ ہے: ”ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما (الاحزاب:۴۰)“ ﴿نہیں ہیں محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ۔ لیکن (آپ ﷺ) اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا۔﴾

اس آیت کے نزول کا پس منظر یہ ہے کہ چند روز پہلے ہی وحی کے ذریعے عرب کے اس رواج کو مسترد کیا گیا تھا۔ جس کے تحت لے پالک اولاد کو حقیقی اولاد کا درجہ دیا جاتا تھا۔ اس رواج کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کی غرض سے رسول اللہ ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام اور متبنیٰ حضرت زیدؓ بن حارث کی مطلقہ حضرت زینبؓ سے حکم خداوندی کے مطابق نکاح فرمالیا۔ اس پر کفار نے شور مچایا کہ یہ کیسا نبی ہے جو اپنے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کرتا ہے۔ اسی طعنے کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ پر یہ الزام بے محل ہے۔ اس امر واقعہ کے بیان کر دینے کے بعد اسی سے پیدا ہونے والے ممکنہ شبہات کے ازالے کے لئے فرمایا گیا۔ ”لیکن (آپ ﷺ) اللہ کے رسول اور آخر الانبیاء ہیں۔“

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ آپ ﷺ کے کوئی صلبی فرزند نہیں اور آپ ﷺ اس اعتبار سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ لیکن آپ ﷺ خدا کے برگزیدہ رسول ہیں اور رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے جو لوگ حضور ﷺ کا ابتر اور مقطوع النسل ہونے کا طعنہ دیتے تھے۔ انہیں بھی اسی آیت میں جواب دے دیا گیا کہ رسول تو اپنی پوری امت کا باپ ہوتا ہے اور محمد ﷺ چونکہ قیامت تک کے لئے نبی ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کی روحانی اولاد کا بھی کوئی شمار نہیں۔

اس جگہ لفظ ”خاتم النبیین“ کے اضافے کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس طرح اقوام عالم کو

خبردار کردیا گیا۔ یہ ہمارا آخری رسول ہے۔ اس کے بعد کوئی پیغمبر نہ بھیجا جائے گا۔ اس لئے دین ودنیا کی اصلاح چاہتے ہو تو اس کی تصدیق کرو۔ ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ’’ما کان محمد ابا احد ‘‘میں نفی ابوت سے وہم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ میں شفقت پدری بھی نہ ہوگی۔ اس وہم کو رفع کرنے کے لئے ’’ولکن رسول اللہ ‘‘ کے الفاظ بڑھائے گئے۔ یعنی اگرچہ آپ ﷺ کسی مرد کے نسبی باپ نہیں۔ لیکن رسول اللہ ہونے کی حیثیت سے نسبی باپ سے بھی زیادہ شفیق ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا: ’’وخاتم النبیین ‘‘یعنی جب ہر رسول اپنی امت کا شفیق باپ ہوتا ہے تو خاتم النبیین تو تمام انبیاء سے زیادہ شفیق اور مہربان ہوں گے۔ جن انبیاء کو اپنے بعد اور رسولوں کے آنے کی توقع ہوتی تھی، ان سے اگر کوئی چیز رہ جاتی تو بعد میں آنے والے اس کی تکمیل کردیتے تھے۔ لیکن تمام انبیاء کے خاتم کو یہ فکر تھی کہ آگے کا راستہ اتنا صاف کردیا جائے کہ قیامت تک آنے والے انسان گمراہ نہ ہوں۔ چنانچہ ہمارے آقائے نامدار سرور کائنات ﷺ نے شریعت کی صراط مستقیم کو ایسا ہموار چھوڑا ہے، جس میں رات اور دن برابر ہے۔ اب نہ ہمیں کسی شریعت سابقہ کی حاجت ہے، نہ لاحقہ کی۔ نہ کسی جدید نبی کی ضرورت ہے نہ جدید شریعت کی۔

تکمیل شریعت

قرآن مجید کی جس آیت میں محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی ابدی تکمیل کا اعلان کیا گیا۔ وہی ختم نبوت کے ثبوت میں دوسری واضح دلیل ہے۔ ارشاد ہوا: ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ:۳) ‘‘﴿آج میں نے تمہارا دین کامل کردیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام ہی پسند کیا۔﴾

آیت مذکورہ میں اکمال دین کی جس زاویے سے بھی تفسیر کی جائے، ماحصل یہی ہے کہ اس دین کے بعد کوئی دین اور آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی تا قیامت پیدا نہ ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس آیت کے بعد نہ کوئی حلال کرنے والا حکم نازل ہوا اور نہ حرام کرنے والا اور نہ کوئی چیز فرائض وسنن میں اور نہ حدود اور دوسرے احکام میں ہے۔ (تفسیر مظہری ص۸، سورۂ مائدہ) اور حدیث میں ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو فاروق اعظمؓ رونے لگے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیوں روتے ہو؟ فاروق اعظمؓ نے عرض کیا: ’’ہم اپنے دین میں زیادتی اور ترقی میں تھے۔ لیکن جب وہ کامل ہوگیا ہے اور (عادت الٰہی اسی طرح جاری ہے کہ) جب کوئی شئے کامل ہوجاتی ہے تو پھر وہ ناقص ہوجاتی ہے۔‘‘

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’تم نے سچ کہا۔‘‘ اور یہی آیت آنحضرت ﷺ کی وفات کی خبر بھی تھی اور آپ ﷺ کے بعد صرف اکیاسی روز اس عالم میں زندہ رہے۔

فاروق اعظمؓ کا یہ واقعہ مذکورۃ الصدر تفسیر کی روشن دلیل اور کھلی شہادت ہے۔ کیونکہ اگر اکمال دین اور اتمام

نعمت سے نزول احکام دین کا اختتام اور وحی و نبوت کا انقطاع اور خاتم الانبیاء ﷺ کی وفات مراد نہ تھی تو فاروق اعظمؓ کا اس موقع پر رونا بے محل اور بے معنی ہو جائے گا۔

احادیث ختم نبوت

جس طرح قرآن پاک کی ننانوے آیات ختم نبوت کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ اسی طرح دو سو دس صحیح احادیث میں اس امر کی صراحت کر دی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ان میں ایک سو سے زیادہ احادیث متواتر ہیں۔ امام ابن حزمؒ نے لکھا ہے: ''جن حضرات نے آنحضرت ﷺ کی نبوت معجزات اور قرآن مجید کو نقل کیا ہے۔ ان میں کثیر التعداد حضرات کی نقل سے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (الملل والنحل ج۱ص۷۷)

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث ''لانبی بعدی'' نہ صرف متواتر ہے بلکہ اس کا تواتر بھی اسی درجے کا ہے جس درجے کا آپ ﷺ کی نبوت، معجزات اور قرآن مجید کا تواتر ہے۔ اب ان احادیث میں سے چند کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا۔ مگر اس کے ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی۔ پس لوگ اس کے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) چنانچہ میں نے اس جگہ کو پر کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔ (یا) مجھ پر تمام رسل ختم کر دیئے گئے۔'' (بخاری، مسلم، احمد، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا)

حضرت ابوحازمؒ فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ رہا۔ میں نے خود سنا کہ وہ یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔''

صحابہؓ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ان خلفاء کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں؟''

فرمایا: ''ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی رعیت کے متعلق ان سے سوال کرے گا۔''

(بخاری، مسلم، احمد، ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا)

قادیانیت کا مکروہ چہرہ

بنت واجد

اللہ پاک نے سلسلۂ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع فرما کر اس کی تکمیل خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر فرمائی۔ قرآن پاک کی ایک سو آیات اور نبی رحمت ﷺ کی ۲۱۰ احادیث ختم نبوت کی دلیل ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' آپ ﷺ کی زندگی میں جو جنگیں لڑی گئیں ان میں کل ۲۵۹ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ جب کہ جنگ یمامہ میں نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جو پہلی جنگ لڑی گئی اس میں ۱۲۰۰ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے دفاع کے لئے عہد نبوت میں صحابہ کرامؓ کو اتنی قربانیاں نہیں دینی پڑیں جتنی دفاع ختم نبوت کے لئے دینی پڑیں۔

انگریز کی سرپرستی میں جب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے جھوٹے دعوے کی بناء پر امت کے ہر طبقے اور ہر مسلک کے افراد نے اس کو دھتکارا اور آج تک اس فتنے کی تردید کے لئے کوششیں جاری ہیں اور آئندہ بھی رہیں گی۔ انگریز نے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے دین اسلام کی اساس عقیدۂ ختم نبوت پر کاری وار کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی سے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کروایا۔ جس کے نتیجے میں امت یک لخت تقسیم ہو کر رہ گئی۔ مسلمانوں کی صلاحیتیں جو دین اسلام کی اشاعت وتبلیغ پر صرف ہو رہی تھیں ان کا رخ انگریز نے پھیر کر رکھ دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں کے بنیادی عقائد پر حملہ کیا۔ مسلمانوں کے عقائد کی توہین اور مرزا قادیانی کی خباثت کا اندازہ اس کے کفریہ عقائد سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ قارئین کرام! آپ خود پڑھ کر یہ فیصلہ کریں کہ ان عقائد کے ہوتے ہوئے قادیانی اور اس کے پیروکار مسلمان کہلوانے کے حقدار ہیں یا نہیں؟ یقیناً نہیں ہیں۔

عقیدۂ توحید اور قادیانی

''ان الشرک لظلم عظیم'' ﴿بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔﴾ مرزا قادیانی کی مغلظات سے وحدہ لاشریک لہ ذات بھی نہ بچ سکی۔ قادیانی کی خرافات ملاحظہ ہوں۔ ''نقل کفر، کفر نہ باشد''

۱...... ''کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں؟ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۴۴، خزائن ج۲۱ ص۳۱۲)

۲...... ''وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے، اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔'' (تجلیات الٰہیہ ص۴، خزائن ج۲۰ ص۳۹۶)

۳...... ''میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔''

(کتاب البریہ ص۷۸، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

۴...... ''ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اترے گا۔'' (حقیقت الوحی ص۹۵، خزائن ج۲۲ ص۹۸،۹۹)

حرمین شریفین اور قادیانی

خانہ کعبہ جو کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کا قرار اور گنبد خضراء، مسجد نبوی جو مرجع خلائق ہے، مرزا کا باطن، نبی کریم ﷺ کی ذات بے مثال اور آپ ﷺ سے وابستہ بے نظیر شہروں مکہ ومدینہ کے بارے میں ہر وقت حسد کی آگ میں سلگتا تھا، جھوٹی نبوت کے بعد مرزا قادیانی نے اپنے مرکز قادیان کو مکہ ومدینہ سے برتر ثابت کرنے میں مختلف دعوے کئے، مرزا قادیانی کے ارتداد اور کفر کی وجہ سے اسے ان مقامات مقدسہ کی زیارت نصیب نہ ہوئی۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں معروف سیرت نگار قاضی سلمان منصور پوریؒ نے فرمایا تھا: ''حضرت مسیح علیہ السلام حج کریں گے، عمرہ کریں گے، مدینہ طیبہ میں حاضری دیں گے اور نزول کے ۴۵ سال بعد فوت ہوں گے اور روضہ طیبہ میں دفن ہوں گے۔ مرزا قادیانی خود کو مسیح کہتا ہے لیکن میں نہایت جزم کے ساتھ بآواز بلند کہتا ہوں کہ حج بیت اللہ مرزا قادیانی کے نصیب میں نہیں، میری اس پیش گوئی کو سب اصحاب یاد رکھیں۔'' (تائید اسلام ص۱۱۶)

اس اعلان کے بعد مرزا قادیانی ۱۵ سال زندہ رہا۔ لیکن اسے حرمین کی حاضری نصیب نہ ہو سکی۔

بے ادب بے نصیب کے حرمین سے متعلقہ عقائد ملاحظہ ہوں:

۱...... ''اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا: ''انا انزلنا قریباً من القادیان'' تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے، تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ پر شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں

نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے، مکہ، مدینہ اور قادیان۔“

(ازالہ اوہام حصہ اوّل حاشیہ ص ۷۶،۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰)

۲...... زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین اردو ص ۵۲، از مرزا قادیانی)

۳...... ”حضرت مسیح موعود مرزا نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے کہ جو بار بار قادیان نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی نہ کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے، کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔“ (بشیر الدین محمود کی کتاب حقیقت الرؤیا ص ۴۶)

انبیاء کرام علیہم السلام اور قادیانی

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے وہ معصوم اور برگزیدہ بندے ہیں جن کا انتخاب خود اللہ پاک نے کیا۔ ان کی براہ راست تعلیم وتربیت کی۔ نبی پاک ﷺ کا ادب واحترام جتنا ضروری ہے، اتنا ہی ہر نبی وپیغمبر کا احترام لازم ہے۔ جو شخص انبیاء کرام علیہم السلام کی ذات گرامی میں فرق کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ تمام انبیاء کرام اور ان کی شریعتوں اور کتابوں کو ماننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ لیکن شریعت محمدیہ اور قرآن پاک کے بعد ان سے قبل آنے والی شریعتوں کی پیروی اور کتب سماویہ کے احکام منسوخ کر کے صرف دین کامل اور شریعت کامل کے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے احکام وتعلیمات پر عمل کا حکم دیا گیا۔ لیکن اس سب کے باوجود مسلمانوں کے لئے تمام انبیاء کرام حضرت آدم علیہ السلام تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر ایک کا ادب واحترام حد درجے ضروری ہے۔ اب آپ قادیانی عقائد ملاحظہ فرمائیں:

”اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے، کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر سخت معصیت اور موجب نزول غضب الٰہی ہے۔“ (چشمہ معرفت ص ۳۹۰، خزائن ج ۲۳ ص ۳۹۰)

۱...... ”پس اب کیا یہ پرلے درجے کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم ”لا نفرق بین احد من رسولہ“ میں داؤد اور سلیمان، زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کو شامل کرتے ہیں وہاں مسیح موعود جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جاوے۔“ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۷، در رسالہ ریویو بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

۲...... ’’خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء کرام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں اتم ہوں۔ یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی حاشیہ ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

۳...... ’’میں خود اس بات کا قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس نے اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۳)

اہل بیت اطہارؓ اور قادیانی

سرور کائنات ﷺ نے اپنے اہل بیتؓ کے بارے میں فرمایا: ’’اے اللہ! میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما جو ان سے محبت کریں ان سے بھی محبت فرما۔‘‘

آپ ﷺ نے ازواج مطہرات کو امت کی مائیں قرار دیا۔ حضرت علیؓ کے بارے میں فرمایا: ’’میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔‘‘ حضرت فاطمہؓ کو جگر کا ٹکڑا اور حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کے بارے میں فرمایا: ’’یہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔‘‘

ان پاکیزہ نفوس کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کی دریدہ دہنی ملاحظہ کریں:

۱...... ’’پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو، اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (مرزا) تم میں موجود ہے، اس کو چھوڑتے ہو اور ایک مردہ علی (حضرت علیؓ) کو تلاش کرتے ہو۔‘‘ (ملفوظات ج ۲ ص ۱۴۲، از مرزا غلام احمد قادیانی)

۲...... ’’اور میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسن دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔‘‘ (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۸۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

۳...... کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

ترجمہ...... میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ سو (۱۰۰) حسین ہر وقت میری جیب میں ہیں۔ (نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

قارئین کرام! اس شخص کی حقیقت اور اس کے عقائد سے واقف ہو کر کوئی شخص اس کو نبی ماننا تو کجا ایک سلیم الفطرت انسان ماننے پر بھی تیار نہیں ہو سکتا۔ اس کے پیروکار عبرت و بصیرت کے ساتھ ان عقائد کا مطالعہ کریں جن سے مرزا قادیانی کی کتب بھری پڑی ہیں اور فوری طور پر تائب ہو کر مسلمان ہونے کا شرف حاصل کریں۔

اسلامی عقائد کے محافظین اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا شاہ عالم گورکھپوری

اسلام مخالف فتنوں کے خلاف سینہ سپر رہنے والے خدا رسیدہ بزرگوں کی تاریخ بڑی طویل و تابناک ہے۔ان کی مجموعی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی عقائد ونظریات کی حفاظت میں وہ لوگ سرحد کے بے مثل وجانباز سپاہی تھے۔ان کی حیات مستعار کے قیمتی لمحات اسی کار خیر کے لیے وقف تھے۔کبھی نہیں دیکھا گیا کہ کوئی بڑی شخصیت یا تنظیم یا ادارہ تحفظ ایمان وعقائد کے حوالے سے ان شخصیات کے نام پر کوئی یادگاری کام کرتا ہو یا نئی نسل میں اس فکر وفن کو فروغ دینے کے لیے جیسا کہ موجودہ دور میں ہو رہا ہے۔ان بزرگوں کے نام پر بین الاقوامی، ملکی یا علاقائی سطح پر کوئی انعام یا ایوارڈ دیا جاتا ہو۔کوشش یہ کی جانی چاہئے کہ اپنے بزرگوں کی ان خدمات کو جو تحفظ ایمان وعقائد سے متعلق ہوں یا بزرگوں میں ان شخصیات کو جن کی خدمات تحفظ عقائد سے متعلق ہوں اپنے درمیان کچھ ایسی اہمیت دی جائے کہ نسل نو کا ہر فرد عقائد کی سرحد کا کمر بند سپاہی بننے کو زندگی کا لازمہ سمجھے اور خود کو رضاکارانہ طور پر اس خدمت کے لیے تیار کرے۔فن اور شخصیت کی قدردانی وہ جوہر ہے جو اس کا مثل اور بدل پیدا کرنے میں معاون ہوتی ہے۔ اسلامی عقائد کی سرحدوں کے محافظین پیدا کرنے ہیں تو قدرداں میدان عمل میں آگے آئیں اور اپنے بزرگوں کی قدردانی کا ثبوت دیں۔دین اسلام میں باطل فرقوں اور اسلام مخالف فتنوں کے خلاف سینہ سپر رہنے والے خدا رسیدہ بزرگوں کی تاریخ بڑی طویل وتابناک ہے۔بقول شاعر:

چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

لیکن چند بزرگوں کو چھوڑ کر بیشتر کے حالات میں خاص اس زاویہ سے ان پر بہت کم لکھا گیا ہے۔ فقہ، حدیث، سیاسیات وسماجیات وغیرہ شعبہ ہائے زندگی کے مختلف خانوں میں ان شخصیات کا تفصیلی ذکر ملتا ہے۔لیکن احقاق حق وابطال باطل کے زاویہ سے صرف چند سطروں پر اکتفا کرلیا جاتا ہے اور بس!

جبکہ ان کی مجموعی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی عقائد ونظریات کی حفاظت میں وہ لوگ سرحد کے بے مثل وجانباز سپاہی تھے۔ان کی حیات مستعار کے قیمتی لمحات اسی کار خیر کے لیے وقف تھے۔ان کی بے لوث قربانیوں کا ہی فیض ہے کہ آج اسلامی عقائد کی سرحدیں باطل قوتوں اور فتنوں کی یلغار سے کلی طور پر محفوظ ہیں جن کی بدولت مسلمان اپنے اصلی شکل وشباہت میں موجود ہے۔

حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا محمد حیاتؒ، حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، حضرت مولانا محمد کفایت اللہ دہلویؒ، حضرت مولانا محمد مسلم دیوبندیؒ، حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ، حضرت مولانا مفتی عبدالغنی شاہجہان پوریؒ، حضرت علامہ نور محمد ٹانڈویؒ جیسے پاک و ہند کے بیشمار اہل علم اسلامی عقائد کے ان سرحدی محافظین میں سے ہیں جن کو لگتا یہ ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی اسی خدمت کے لیے کیا تھا۔ انہیں اس دنیا کو چھوڑے بہت زیادہ دن ابھی نہیں گذرے۔ ابھی کتنے لوگ ہیں کہ ان بزرگوں کا نام لیتے ہی ان کی مقبول خاص و عام کتابوں کی ثنا خوانی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اہل علم کا بڑا طبقہ ان کی تصنیفات سے استفادہ کا معترف بلکہ دل سے دعاء گو نظر آتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت بھی بجا ہے کہ تحفظ ایمان و عقائد کے حوالے سے ان کی شخصیت کے تعارف میں عام طور پر ہمارے درمیان وہ گرم بازاری نہیں دیکھی جاتی جس کے وہ مستحق ہیں۔ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ کوئی بڑی شخصیت یا تنظیم یا ادارہ تحفظ ایمان و عقائد کے حوالے سے ان شخصیات کے نام پر کوئی یادگاری کام کرتا ہو یا نئی نسل میں اس فکر و فن کو فروغ دینے کے لیے جیسا کہ موجودہ دور میں ہو رہا ہے۔ ان بزرگوں کے نام پر بین الاقوامی، ملکی یا علاقائی سطح پر کوئی انعام یا ایوارڈ دیا جاتا ہو۔

دیکھا یہ گیا ہے کہ بطور یادگار بعض بزرگوں کے نام پر چھوٹی بڑی بلڈنگیں، وسیع و عریض مکانات میں چھوٹے بڑے ہال، میٹنگ رومز، شہروں کے روڈ، راستوں یا چوراہوں کو لوگ منسوب کر دیتے ہیں۔ کیا بڑی بات تھی جو بطور خاص تحفظ ایمان و عقائد کے حوالے سے قربانیاں دینے والے بزرگوں کے نام پر بھی اس طرح کی یا اس سے بہتر کچھ یادگاریں قائم کی جاتیں۔ جہاں لاکھوں لاکھ روپے صرف کر کے بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں۔ کیا بہتر ہوتا کہ ایمان عقائد کے سرحدی محافظین کے نام بھی بطور انعام چند روپے مختص کیے جاتے۔ تاکہ نسل نو میں اس زاویئے سے آگے بڑھنے کے جذبات فروغ پاتے۔

یہ سو فیصد کھری بات ہے کہ نام و نمود کے لئے نہ انہوں نے کام کیا اور نہ اس دنیائے دُوں سے کبھی ان کا دامن آلودہ ہوا۔ بلکہ ان کی سادہ دلی اور بے نفسی اس حقیقت کی شاہد عدل ہے کہ دنیا والوں کی داد و ستائش کا واہمہ بھی کبھی ان کے دل و دماغ میں نہ گذرا ہوگا۔ لیکن قابل غور پہلو یہ ہے کہ اگر تحفظ ایمان و عقائد کے زاویہ سے اپنے عظیم سپوتوں کو یونہی بھلا دیئے جانے کے لئے چھوڑ دیا گیا تو آئندہ نسلوں میں اس قسم کے بہادر کہاں سے اور کیسے پیدا کئے جائیں گے؟ مائیں گود کے بچوں کو بڑے بڑے بہادروں کے قصے سنایا کرتی ہیں۔ تاکہ بچے میں بڑا ہو کر بہادر بننے کی لگن پیدا ہو۔ بھائی! لوگ فقہاء اور محدثین کی عظمتوں کو

روزانہ سلام کرتے ہیں۔ تاکہ قوم کے بچوں میں اس نیک روش پر چلنے کے جذبات بیدار ہوں۔ ملکی سرحد کو تحفظ فراہم کرنے والے جوانوں اور سائنسی ایجادات میں پہل کرنے والی شخصیات کے نام، ان کے قدر داں، نہ معلوم کتنی یادگاریں قائم کرتے ہیں۔ تاکہ قوم میں ان کے نقش قدم پر چلنے والے جیالے پیدا ہوتے رہیں، تو کیا اسلامی عقائد کی سرحد پر محافظین پیدا کرنے کی غرض سے ایسی شخصیات کو اپنے شب وروز کی گرم بازاری میں شامل نہیں کیا جانا چاہئے کہ جن کی قربانیوں کے دم قدم سے مسلمان آج مسلمان ہیں؟۔

اس شکایت وحکایت کے مابین انصاف کی نظر سے اگر دیکھا جائے تو کوشش یہ کی جانی چاہئے کہ اپنے بزرگوں کی ان خدمات کو جو تحفظ ایمان وعقائد سے متعلق ہوں یا بزرگوں میں ان شخصیات کو جن کی خدمات تحفظ عقائد سے متعلق ہوں اپنے درمیان کچھ ایسی اہمیت دی جائے کہ نسل نو کا ہر فرد عقائد کی سرحد کا کمر بند سپاہی بننے کو زندگی کا لازمہ سمجھے اور ماحولیاتی اثرات قبول کرتے ہوئے خود کو رضا کارانہ طور پر اس خدمت کے لئے تیار کرے۔ حق تو یہ ہے کہ اہل مدارس اس فن کو اپنے نصاب کا جزو بنائیں یا مستقل نصاب وضع کریں۔ تاکہ ہر طالب علم اس علم وفن کو اوّلیت دے اور اگر یہ نہیں ہوسکتا تو کم ازکم اتنا تو کرے کہ اس کو پس پشت تو نہ ڈالے۔

آئے دن نئے نئے فتنوں کی پیداوار اور ان سے ہم آہنگ زمانہ کی رفتار سے پتہ یہ چلتا ہے کہ اگر اس میں یونہی بے اعتنائی برتی جاتی رہی تو کچھ بعید نہیں کہ بہت جلد ارتدادی طاقتیں ہماری اس کمزوری کا فائدہ اٹھانے میں دلیر ہوتی چلی جائیں گی۔ اس باب میں کوتاہی اور حددرجہ بے اعتنائی دیکھتے ہوئے راقم سطور اپنی کم علمی کے سبب یہ کہنے کی جرأت تو نہیں کرسکتا کہ کسی موضوع پر اس موضوع کو اوّلیت دی جائے لیکن اگر کوئی اسے پس پشت ڈالتا یا ثانوی درجہ دیتا ہے تو اس سے اس موضوع کی حق تلفی کرنے کی شکایت سے باز بھی نہیں رہ سکتا۔

قبول اسلام

مسمی محمد شیر ولد محمد شفیع قوم چوہان عدھریانوالہ روڈ محلّہ جیلانی پورہ حافظ آباد کا رہائشی ہوں۔ اس سے قبل میرا تعلق قادیانی مذہب سے تھا۔ اب میں بقائم ہوش وحواس بغیر کسی لالچ، دھمکی، دباؤ کے بصدق دل یہ یقین ایمان رکھتا ہوں کہ آج کے بعد میرا مرزائیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں مبلغ ختم نبوت حافظ عبدالوہاب جالندھری کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ٹولے کے کفر سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی انشاءاللہ ہوگا۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے ...... ادارہ

مکتوبات ربانی کا نیا اردو ترجمہ:

سلاسل صوفیہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کو پیشوا اور مقتداء کی حیثیت و درجہ حاصل ہے۔ سرہند شریف کو آپ کے قیام کی بدولت نہ صرف برصغیر پاکستان و ہند میں دائمی شہرت نصیب ہوئی ہے بلکہ آپ کی اولاد امجاد اور خلفائے عظام کی دینی خدمات کی وجہ سے یہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی توجہ کا محور بن گیا اور اسلامی ہند کا دارالارشاد کہلانے لگا۔ آپ کی عظیم علمی و روحانی اور تجدیدی یادگار آپ کے ۵۳۶ مکتوبات شریف ہیں جو تین دفاتر پر مشتمل ہیں۔ دفتر اوّل میں ۳۱۳ مکتوبات ہیں جن کو آپ کے ارشاد پر آپ کے خلیفہ حضرت مولانا یار محمد جدید بدخشی طالقانیؒ نے ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء میں ''درالمعرفت'' کے نام سے مرتب کیا۔ دفتر دوم میں ۹۹ مکتوبات ہیں اور اس کو حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے ارشاد پر حضرت مولانا عبدالحئی حصاری شادمانیؒ نے ۱۰۲۸ھ/۱۶۱۹ء میں ''نور الخلائق'' کے نام سے مدون کیا اور دفتر سوم کے ۱۲۴ مکتوبات کو آپ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی برہان پوریؒ نے آپ کی خدمت میں رہ کر ۱۰۳۱ھ/۱۶۲۱ء میں ''معرفت الحقائق'' کے نام سے مرتب کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات شریف کا شہرہ آپ کی حیات مبارکہ میں ہی برصغیر پاک و ہند سے نکل کر بلخ و بخارا، ایران اور عرب ممالک میں پھیل گیا تھا۔ الحمد للہ! مکتوبات کے درس کا سلسلہ تاحال مجددی خانقاہوں میں جاری و ساری ہے اور ان سے ایک جہان مستفید ہو رہا ہے۔ عربی، ترکی اور اردو زبانوں میں ان کے تراجم ہوئے ہیں اور بعض مکتوبات کا ترجمہ انگریزی میں بھی طبع ہو چکا ہے۔

مکتوبات حضرت مجدد صاحبؒ کے اردو میں تراجم ہوئے جو متداول ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ضرورت تھی کہ ان ترجموں کو سامنے رکھ کر ایک ایسا ترجمہ ہو جائے جس سے اس زمانہ میں مزید استفادہ کرنا آسان ہو جائے۔ خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی نقشبندی مجددی طریقہ تصوف کا اس وقت مرکز ہے۔ چنانچہ خانقاہ سراجیہ کے موجودہ سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب نے اپنے مسترشد جناب ڈاکٹر نذیر رانجھا صاحب کو حکم فرمایا۔ انہوں نے دن رات ایک کر کے اس کام کو سرانجام دیا۔ اس وقت مکتوبات امام ربانی کی دو جلدوں میں یہ عظیم و ضخیم سرمایہ اردو کے نئے قالب میں شائع ہو گیا ہے۔ پہلی جلد کے ۶۴۰ صفحات اور دوسری جلد کے ۵۹۲ صفحات ہیں۔ فہرست مرتب کر کے اوّل میں شامل ہے۔ اس میں ہر ایک مکتوب کا جامع خلاصہ آ گیا۔

عمدہ کمپیوٹر کتابت، کاغذ اعلیٰ، طباعت دیدہ زیب وقابل رشک، مضبوط جلد، چہار رنگا ٹائٹل، بایں ہمہ دونوں جلدوں کے سیٹ کی قیمت انیس صدروپے رکھی ہے۔ خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی سے مل سکتی ہے۔

فضائل اہل بیت وصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین: مؤلف: مولانا محمد امین

مبارکپوری: صفحات: ۲۱۶: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ ادارہ تالیفات ختم نبوت اردو بازار لاہور

نبی آخر الزمان، خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ پر خدائے وحدہ لاشریک نے جو دین حمید نازل کیا، اس دین حمید کی اشاعت اور بقاء کے لئے علماء کرام مختلف انداز یعنی تحریر، تقریر اور تدریس کے ذریعے کوشاں ہیں۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے نہایت اپنے فضل وکرم سے بیک وقت بولنے اور لکھنے کی نعمت سے نوازا۔ ان خوش نصیب اور سعادت مند حضرات میں، مولانا محمد امین صاحب مبارکپوری بھی ہیں، جو مجلس کے زیر اہتمام مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر کے محنتی اور ہونہار اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں، جو اہم اسباق پڑھانے کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف میں بھی بلند ذوق رکھتے ہیں۔ مولانا موصوف مذکورہ کتاب سے قبل بتوفیق اللہ دو کتابیں تالیف کر چکے ہیں۔ (۱) التحقیق المتین فی حیات النبیین الامین (۲) اعانۃ الامین لطائفۃ المنصورین۔ ان دونوں کتابوں کے کئی ایڈیشن بفضلہ تعالیٰ دست بدست خواص وعوام لوگوں تک پہنچ چکے ہیں۔ اس کتاب (فضائل اہل بیت وصحابہ کرامؓ) کو احادیث کی روشنی میں اس دلچسپ ترتیب سے مزین کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے حضرات ’’خلفاء راشدینؓ‘‘ کے احوال وفضائل علی الترتیب، پھر ’’حضرات اہل بیتؓ‘‘ کے فضائل ومناقب اور حضرات خلفاء راشدین سے ان کی محبت وتعلق اور آخر میں بقیہ حضرات صحابہ کرامؓ کے فضائل واحوال کو حسین انداز میں جمع کیا گیا ہے۔ کتاب کا ٹائٹل اور ورق عمدہ ہیں۔ یہ کتاب دلچسپ مضامین کا مرقع ہے۔ جس کا فیصلہ مطالعہ کرنے کے بعد آپ حضرات خود کریں گے۔ علماء وطلباء، خواص وعوام تمام لوگ اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل تیمرگرہ کی کابینہ تشکیل دیدی گئی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل تیمرگرہ کا اجلاس مدرسہ انوار العلوم تالاش میں ہوا۔ اجلاس کی صدارت تحصیل تیمرگرہ کے امیر مولانا شیر عالم نے کی۔ باہمی مشاورت کے بعد تحصیل تیمرگرہ کی کابینہ تشکیل دیدی گئی۔ مولانا شیر عالم امیر، مولانا معراج الرحیم نائب امیر اول، مفتی محمد رحیم نائب امیر دوم، مولانا فضل خالق نائب امیر سوئم نامزد کردے گئے۔ شیخ فضل حسین ناظم اعلیٰ جبکہ مفتی بخت سردار ناظم، مولانا اکبر علی ناظم اول، قاری مبارک سید ناظم دوم مقرر کردے گئے۔ شعبہ نشرواشاعت کو فعال بنانے کے لئے مولانا حاجی محمد ناظم اطلاعات نامزد کردیئے گئے۔ جبکہ مزمل خان نائب اول، محمد عمیر ناظم اطلاعات دوم نامزد کردیئے گئے۔ فنانس کے شعبے کے لئے مولانا اسلام بادشاہ ناظم مالیات چن لئے گئے۔ مولانا نوشیروان ناظم مالیات اول، مولانا محمد عمران ناظم مالیات دوم مقرر کردیئے گئے۔ تنظیمی لٹریچر کے اشاعت اور رسائل کے ترسیل کے لئے مولانا نظام اللہ کو رابطہ سیکرٹری مقرر کردیا گیا۔

چوتھی سالانہ محافل سیرت خاتم الانبیاء ﷺ

گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام شالیمار ٹاؤن کی مختلف مساجد میں محافل سیرت خاتم الانبیاء کا انعقاد کیا گیا۔ اس طرح اللہ رب العزت کے فضل وکرم اور اس کے خصوصی احسان سے اس سال کل ستائیس پروگرام منعقد ہوئے۔ الحمدللہ! ہر محفل میں حاضری تسلی بخش رہی اور سامعین کی بہت کثیر تعداد نے ان محافل سے استفادہ کیا۔ ان پروگراموں سے حضرت مولانا اللہ وسایا، مولانا کفایت اللہ، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا خالد محمود، مولانا عبدالنعیم، مولانا عبدالغفور آفریدی، مولانا امجد سعید، مولانا ضیاء الحسن شاہ، مولانا سعید وقار، مولانا خالد عابد، مولانا قاری طاہر حنیف ملتانی کے علاوہ کئی ایک حضرات علمائے کرام نے خطبات ارشاد فرمائے۔ اللہ رب العزت اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہر سال اس طرح کی محافل کی توفیق عطا فرمائے۔

متفقہ قرارداد برائے جانشین

حضرت مولانا حافظ علی محمد صدیقی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت وضلعی امن کمیٹی وضلعی چیئرمین مصالحتی کمیٹی کے انتقال پر نہ صرف ضلعی امن کو اور ضلعی کی عوام کو نقصان پہنچا ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسی ہستی سے محروم

ہوگیا ہے جس کی کمی صدیوں پوری نہیں ہو سکے گی۔ اس موقع پر راجن پور کے تمام مکاتب فکر کے جملہ علماء ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد علی صدیقی کے فرزند ارجمند اور جانشین جناب حافظ جلیل الرحمٰن صدیقی کو ان کا جانشین مقرر کیا جائے اور تمام تر ذمہ داریاں خواہ وہ جماعتی نوعیت کی ہوں یا سرکاری، جناب حافظ جلیل الرحمٰن کو سونپی جائیں۔ تاکہ بین المسالک کو فروغ دیا جاسکے اور ضلع راجن پور بالخصوص اور ڈویژن ڈیرہ غازیخان بالعموم میں فرقہ واریت سے پاک امن اور آشتی قائم ہو سکے۔ مذکورہ بالا قرارداد پر ضلع بھر کے مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والی چونتیس مذہبی وسماجی شخصیات نے دستخط کر کے اس کی تصدیق کی۔

مولانا اللہ وسایا کی اوکاڑہ تشریف آوری

مولانا اللہ وسایا نے جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد طلحہ میں ارشاد فرمایا۔ جس میں انہوں نے مجلس کی خدمات کو قانونی جدوجہد کی روشنی میں بیان فرمایا اور قادیانیوں کی شاطرانہ چالوں کا پردہ چاک کیا۔

اظہار تعزیت

☆ ...... مولانا سید محمود المعروف صندل بابا۔ صندل نہاگ درہ
☆ ...... مولانا منصور الزمان صدیقی ٹرسٹ کراچی
☆ ...... مولانا علی محمد صدیقی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راجن پور
☆ ...... مولانا قاری ثناء اللہ مہتمم مدرسہ دارالقرآن والترتیل لاہور
☆ ...... والد محترم مولانا سید احمد حسین زید گوجرانوالہ
☆ ...... علامہ عبدالغفار رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ
☆ ...... مولانا راشد، قاری غلام سرور جلال پور پیر والہ
☆ ...... جناب محمد امین، میاں عرفان الحق جھنگ
☆ ...... جناب قاری ظہور الحق وہاڑی
☆ ...... جناب قاری غلام مدرس جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور
☆ ...... راؤ منظور احمد امین جاؤ ظہور احمد نوکوٹ سندھ
☆ ...... جناب محمد ممتاز سرپرست مجلس تحفظ ختم نبوت خوشاب

اللہ رب العزت مندرجہ بالا تمام مرحومین حضرات کی مغفرت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ادارہ لولاک ان تمام حضرات کے غم میں برابر کا شریک ہے اور قارئین لولاک سے تمام مرحومین کی مغفرت کی دعا کا طالب ہے۔

اسلام زندہ باد
فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی
تاجدار ختم نبوت زندہ باد
تاریخی عظیم الشان
ختم نبوت کانفرنس
لاہور
بعد نماز مغرب
9 اپریل 2016 بروز ہفتہ
جامع مسجد ہاجرہ یعقوب
اقرا روضۃ الاطفال چونگی امر سدھو فیروزپور روڈ لاہور
عظیم مذہبی سکالر
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
دامت برکاتہم
حضرت مولانا
ولی ابن ولی
صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
پیکر اخلاص
حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب
امیر
لاہور
ملک کے جید علماء مشائخ عظام اور مذہبی سیاسی جماعتوں کے قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے
رابطہ نمبرز
0300-4304277
0321-9496702
0300-4275569
0322-4410730
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور

القاسم اکیڈمی کی علمی ٗ ادبی اور روحانی پیشکش

ساعتے با اہلِ حق

افادات: شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہٗ

پیش لفظ: شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہٗ

مرتب: مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

ایک وفا شعار شاگرد کے اِستفسارات اور وفا شناس استاد کے جوابات، ایک طالبِ صادق کی علمی تشنگی اور استادِ کامل کی آبیاری، ایک مسترشد کی کیفیات اور مرشد کی ہدایات، ایک عاشقِ زار خادم کی نیازمندیاں اور فردشناس مخدوم کی کرم نوازیاں، ایک تاریخ خوان کی اُلجھنیں اور تاریخ ساز کی سلجھنیں، محدثِ جلیل حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہٗ اور ان کے مایہ ناز اور قابل فخر شاگرد شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہٗ کے علمی، روحانی، فکری، ادبی مجالس، علماء، صلحاء اور اولیاء کے تذکرے، جدید و قدیم کتابوں پر تبصرے، جہاد و قتال، دعوت و تبلیغ، تصنیف و تالیف، سیاست و قیادت، مطالعہ و کتاب اور قلم و قرطاس کے موضوعات پر دلچسپ مذاکرے، عالمی انقلاب، تاریخی واقعات اور اصلاحِ انقلابِ اُمت کے حوالے سے بصیرت افروز تجزیے، ایک علمی ٗ روحانی اور ادبی تحفہ ....

صفحات: ۵۷۲ ...... ہدیہ: ۵۰۰ روپے

القاسم اکیڈمی ٗ جامعہ ابوہریرہ ٗ خالق آباد نوشہرہ کے پی کے
0301-3019928
0346-4010613

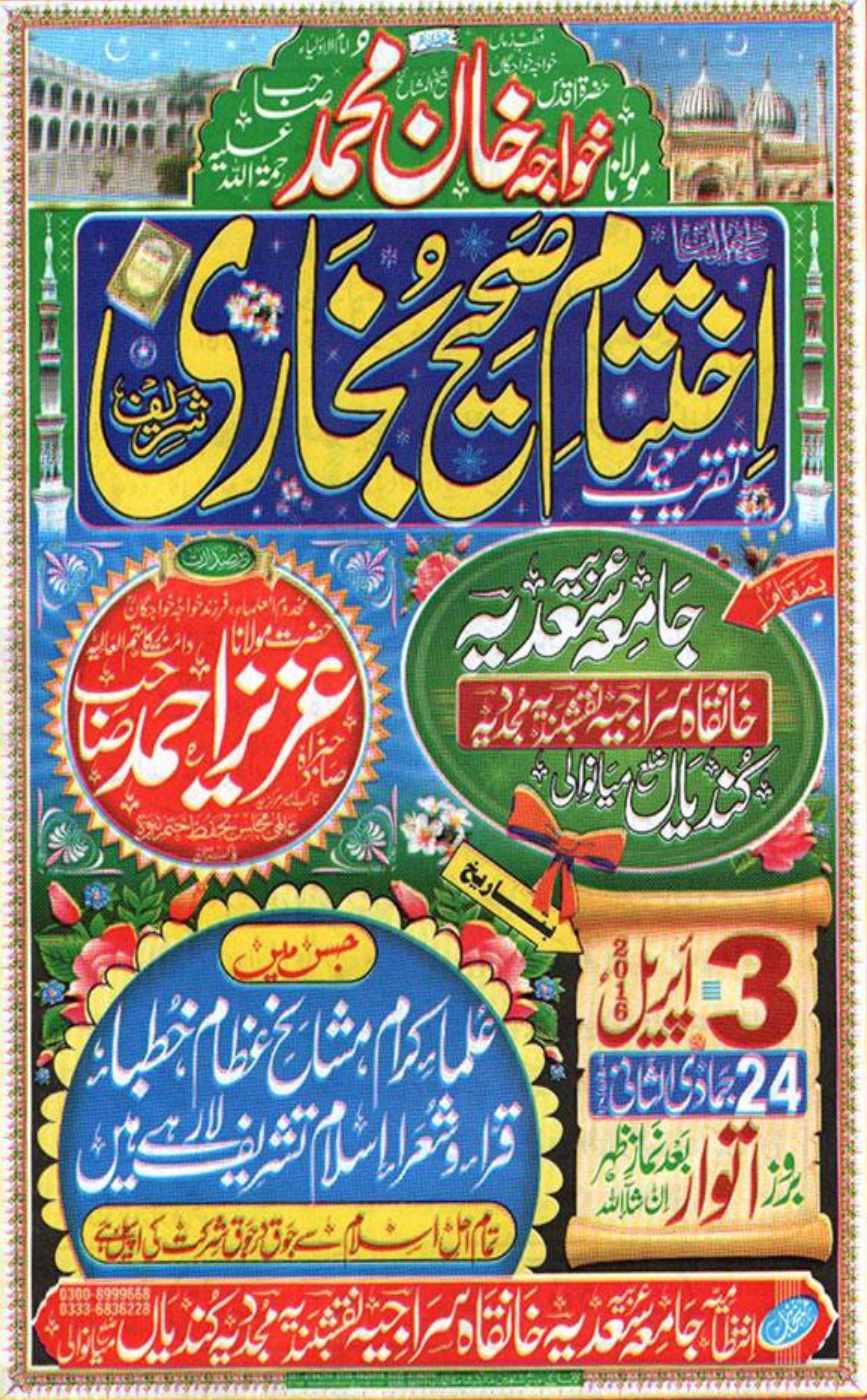

حضرت اقدس قطب زماں خواجہ خواجگاں شیخ المشائخ امام الاولیاء
مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تقریب
اختتام صحیح بخاری شریف
زیر صدارت
مخدوم العلماء، فرزند خواجہ خواجگان
حضرت مولانا
عزیز احمد صاحب
دامت برکاتہم العالیہ
صاحبزادہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
بمقام
جامعہ عربیہ سعدیہ
خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ
کندیاں ضلع میانوالی
بتاریخ
3 اپریل 2016
24 جمادی الثانی
بروز اتوار بعد نماز ظہر
ان شاء اللہ
جس میں
علماء کرام مشائخ عظام خطباء
قراء و شعراء اسلام تشریف لا رہے ہیں
تمام اہل اسلام سے جوق در جوق شرکت کی اپیل ہے
0300-8999668
0333-6836228
منجانب
انتظامیہ جامعہ عربیہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی